تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

جاری کردہ: اقتدار احمد مرحوم ۹ جولائی ۱۹۹۷ء مدیر: حافظ عاکف سعد

ہماری عظیم اکثریت کا دین و مذہب کے ساتھ عملی تعلق؟

....ہمارے معاشرے کی ایک عظیم اکثریت ان لوگوں پر مشتمل ہے جن کا دین و مذہب کے ساتھ سرے سے کوئی عملی تعلق باقی نہیں رہا۔ ماسوائے ان چند ناگزیر تمدنی اور سماجی امور کے جن میں دین و مذہب کے خلاف کسی روش کا اختیار کرنا مذہب سے علی الاعلان قطع تعلق کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔ یعنی شادی بیاہ کا معاملہ' میت کی تکفین و تدفین سے متعلق رسومات اور کچھ مذہبی تہوار۔

....میں ہر شخص کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ دین و مذہب کے ساتھ عملی تعلق کا چاہے کوئی معیار (criterion) معین کر لے' جب وہ اس پر اپنے موجودہ معاشرے کو پرکھے گا تو اس کے سامنے بعینہٖ وہی نتیجہ آئے گا جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہماری اکثریت کا اس کے سوا کہ جب ان کے یہاں شادی ہوتی ہے تو پھیرے نہیں پڑتے بلکہ کوئی مولوی صاحب نکاح ہی کی رسم ادا کرتے ہیں —— یا کوئی مر جاتا ہے تو اسے جلایا نہیں جاتا بہرحال نماز جنازہ ہی ادا کی جاتی ہے اور تکفین و تدفین ہی کا معاملہ ہوتا ہے —— یا یہ کہ ہولی یا دیوالی یا کرسمس نہیں منائے جاتے' عید و بقر عید کے تہوار منائے جاتے ہیں' دین و مذہب کے ساتھ کوئی اور عملی تعلق موجود نہیں ہے —— اسلام کے اوامر و نواہی کی مفصل فہرست اور حلال و حرام کا تفصیلی خاکہ تو دور کی بات ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پنج گانہ کو کفر اور اسلام کے مابین حد فاصل قرار دیا ہے' خواہ اس معیار کو سامنے رکھ لیا جائے یا اس سے بھی آگے بڑھ کر بلاعذر شرعی مسلسل تین جمعوں کی غیر حاضری پر تو صاف وعید سنا دی گئی ہے کہ اللہ کو ایسے شخص کے بارے میں کوئی پرواہ نہیں ہے کہ وہ نصرانی ہو کر مرے یا یہودی ہو کر' تو خواہ اس پیمانے سے ناپ لیا جائے بہرحال آپ جس پیمانے سے بھی ناپیں گے نتیجہ ایک ہی نکلے گا اور وہ یہ کہ ہماری قوم کی ایک عظیم اکثریت کا دین و مذہب سے کوئی واقعی اور عملی تعلق موجود نہیں ہے۔

پھر ایسا نہیں ہے کہ یہ صورت حال معاشرے کے کسی خاص طبقہ کی ہو —— ایک عام مغالطہ پیدا ہو گیا ہے یا پیدا کر دیا گیا ہے کہ یہ معاملہ صرف امراء یا اعلیٰ طبقہ کا ہے' حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حال ہماری پوری سوسائٹی کا بحیثیت مجموعی ہے۔ چنانچہ امراء کی اکثریت بھی اسی حال میں ہے اور غرباء کی بھی۔ کارخانہ داروں کی اکثریت کا حال بھی یہی ہے اور مزدوروں کا بھی۔ زمینداروں کی اکثریت بھی دین سے اتنی ہی دور ہے اور کاشت کاروں کی بھی۔ گلبرگ اور کلفٹن کے باسی بھی اکثر و بیشتر اسی حال میں ہیں اور جھونپڑیوں کے مکین بھی —— الغرض ہماری پوری سوسائٹی کا چاہے جس زاویہ سے cross section لے لیا جائے' صورت معاملہ واحد ہے۔ صرف اس ایک فرق کے ساتھ کہ امراء اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقات کے ایک معتدبہ اور غالب حصے میں اس عملی روش کی پشت پر ایک فکری الحاد اور ذہنی ارتداد بھی موجود ہے جبکہ عوام الناس کے اذہان میں کوئی واضح چیز موجود نہیں ہے۔ وہ صرف ایک رو میں بہے چلے جا رہے ہیں جو اکثر و بیشتر انہی اعلیٰ طبقات کے زیر اثر چل رہی ہے —— الغرض یہ ہے ہماری قوم کی غالب اکثریت کا حال!

(اقتباس از "استحکام پاکستان" تالیف ڈاکٹر اسرار احمد)

قیمت فی شمارہ: ۲ روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حدیث امروز

جنرل (ر) محمد حسین انصاری

الٹی گنگا

چند روز ہوئے پنجاب اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کی گئی کہ ملک بھر میں شراب پر پابندی لگا دی جائے اور تمام کارخانے بند کرنے کے لئے وفاقی حکومت سے سفارش کی جائے۔ اس قرارداد پر ایوان میں بحث کے دوران الٹی گنگا بہنے کا مظاہرہ یوں ہوا کہ غیر مسلم ارکان نے تو اس قرارداد کی بھرپور حمایت کر دی جبکہ مسلمان وزیر قانون نے اس کی مخالفت کی۔ اس پر طرۂ امتیاز یہ کہ جہاں شراب پر پابندی کی قرارداد ٹال دی گئی وہاں ایوان نے مکمل اسلامی نظام فوراً نافذ کرنے کے لئے وفاقی حکومت سے سفارش کرنے کی قرارداد منظور کر لی۔ کیا کہئے گا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کے اراکین اسمبلی کی دینی حمیت کے اس عملی ثبوت کے بارے میں! زبانی جمع خرچ ہو تو زمین آسمان کے قلابے ملانے میں تامل نہیں اور اگر عملاً کوئی فیصلہ کرنا ہو تو دینداری دھری رہ جاتی ہے۔ موازنہ کیجئے ان دو فیصلوں کا۔ ایک طرف مکمل اسلامی نظام فوراً نافذ کرنے کی سفارش' اور دوسری جانب شراب پر مکمل پابندی کی مخالفت۔ شراب پر پابندی کے موضوع پر اقلیتی ارکان کی تقاریر کا ماحصل ملاحظہ کیجئے۔ "شراب عیسائی مذہب میں منع ہے جبکہ اس کی آڑ لے کر شراب کے پرمٹ عیسائیوں کو جاری ہوتے ہیں مگر پیتے مسلمان ہیں۔ مسلمان عیسائیوں کو ڈھال بنا کر شراب بیچتے اور پیتے ہیں۔ پرمٹ رکھنے والے مسیحیوں کو تو دو وقت کی روٹی نہیں ملتی۔ ہم شراب بنانے' بیچنے اور پینے پر مکمل پابندی کی قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔" اس کے برعکس مسلمان وزیر قانون نے شراب پر پابندی سے متعلق قرارداد پر یہ موقف اختیار کیا کہ اس معاملے میں چند آئینی پیچیدگیاں ہیں۔ اس وقت پورے پنجاب میں شراب تیار کرنے والا صرف ایک کارخانہ ہے جو ایک غیر مسلم سابق رکن صوبائی اسمبلی کی ملکیت ہے اور چونکہ آئین کے تحت غیر مسلم شہریوں کو بھی تجارت اور کاروبار کرنے کی مکمل آزادی ہے اس لئے شراب بنانے والی فیکٹری میں مداخلت سے آئینی پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں جبکہ غیر مسلموں کو شراب استعمال کرنے کی آزادی ہے۔ البتہ چند مسلم ارکان نے قرارداد کے حق میں زوردار تقاریر کیں جس کے باعث تقریباً پورا ہاؤس اس قرارداد کی منظوری کے حق میں ہو گیا۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے قرآن و حدیث کے حوالے دیئے اور کہا کہ ام الخبائث شراب اگر ہمارے ملک میں چلتی رہے تو ہم سب پھٹکار کے مستحق ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہاؤس کا جو رکن اس قرارداد کی مخالفت کرے گا وہ خدا کے عذاب کو دعوت دے گا۔ ان کا مطالبہ تھا کہ قرارداد پر فوراً ووٹنگ کرائی جائے لیکن ہاؤس چلانے والوں کی چابکدستی کام آ گئی۔ وزیر قانون نے یہ توجیہ پیش کر دی کہ جب ہاؤس نے ایک قرارداد کے ذریعے مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کی سفارش کر دی ہے تو پھر شراب سے متعلق علیحدہ قرارداد کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ ہاؤس نے اللہ کی خوشنودی پر اپنی پارٹی کے نظم کو ترجیح دیتے ہوئے وزیر قانون کی بات مان لی اور یوں شراب پر پابندی کی قرارداد ایک کمیٹی کے سپرد کرتے ہوئے ٹال دی گئی۔ قطع نظر اس سے کہ مذکورہ قرارداد کا بالآخر کیا حشر ہوتا ہے غیر مسلم ارکان اسمبلی نے دوران بحث مسلمانوں کا جو منہ کالا کیا وہ ہر پاکستانی مسلمان کے لئے مقام عبرت ہے۔ ویسے تو قوم اپنے منہ پر لگے کس کس دھبے کو صاف کرے گی! کئی لوگ حج اور عمرے کو جاتے ہوئے خواتین اور بچوں کے جسم کے نازک حصوں میں چھپائی ہیروئن سمگل کرتے ہوئے سعودی عرب کے بارڈر پر پکڑے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کے نسخے میں اوراق کاٹ کر چھپائی ہیروئن سمگل کرنا بھی ہماری پہچان ہے۔ غریب کیا' حاضر نوکری والا اونچے مرتبے کا حامل مسلح افراد کا افسر ہیروئن سمگل کرتے ہوئے امریکہ میں دھر لیا جاتا ہے مگر ہمارے لاابالی پن کا یہ عالم ہے کہ مذکورہ بالا غلط کاریاں بھی ہمارے قومی ضمیر کو نہیں جھنجوڑتیں۔ کئی دانشور یہ کہہ کر بات ختم کر دیتے ہیں کہ جب ساری دنیا میں یہی ہو رہا ہے تو ہم کوئی خاص فرشتے تو نہیں۔ بلکہ بعض فخریہ انداز میں یہ باور کرانے کی مذموم کوشش کرتے ہیں کہ اگر مغرب کو شی بنا کر مشرق پیسے کما سکتا ہے تو اچھی بات ہے۔ ایسا ہی ادیبانہ فخریہ انداز اگلے روز ایک اخباری کالم میں دیکھا ہوا۔ کالم نویس نے بھارت کو گئے پاکستانی ادیبوں کی شگفتگی' بذلہ سنجی اور حاضر دماغی کے تعریفی انداز میں ایک مجلس کی روداد قلمبند کی۔ ہمارے ایک ادیب استقبالیہ محفل میں اپنے میزبان کی تواضع کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہنے لگے کہ جناب بیدی سنگھ کی بے انتہا شفقت کے باوجود دو چیزیں نہ مل سکنے کا احساس ضرور رہا' مثلاً سگریٹ جلانے کو دیا سلائی اور شیو کے لئے سیفٹی نہیں مل سکی تھی۔ اس پر حاضرین نے خوب تالیاں بجائیں۔ بیدی سنگھ نے اپنی تقریر میں ہمارے ادیب کے چٹکلے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ فلاں صاحب نے دو شے نہ مل سکنے کا دبے الفاظ میں شکوہ تو کیا ہے مگر اس ایک شے کا کھل کر اعتراف نہیں کیا جو میرے ہاں بہت ہے جو انہیں کھلے عام ملتی رہی۔ اس پر حاضرین اور زیادہ محظوظ ہوئے اور خوب تالیاں پیٹتے رہے۔ درست کہ دونوں طرف گفتگو میں ادیبانہ رنگ تھا مگر سردار جی اپنی بات میں مسلمانوں کو ایک پیغام بھی دے رہے تھے کہ سکھ اپنے مذہب پہ ہر حال میں قائم رہتا ہے لیکن ہمارے دوستوں کی مسلمانی میں قول و فعل کا کھلا تضاد ہے۔ دنیا کو نیکی کی تعلیم دینا جس قوم پر اللہ کی جانب سے آفاقی ذمہ داری ہو اسے دوسرے مذاہب کے پیروکار نصیحت دیں تو یہ الٹی گنگا بہنے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے۔

دینی و دنیوی تعلیم کا سنگم
قرآن کالج لاہور
ایف اے اور آئی کام میں داخلے شروع ہیں
نتیجے کے منتظر طلبہ بھی درخواست دے سکتے ہیں
برائے رابطہ: پرنسپل قرآن کالج' 11 ترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

امید کی کرن

ملکی داخلی صورتحال کے اعتبار سے پچھلا پورا ہفتہ نہایت حوصلہ شکن اور مایوس کن گزرا۔ روزانہ صبح اخبارات پر نظر پڑتے ہی ایک عجیب دل شکستگی طاری ہو جاتی تھی کہ اخبارات کی شہ سرخیوں میں ہی نہیں تقریباً پورے صفحہ اول پر بھی دہشت گردی اور قتل و غارت گری کی لرزہ خیز اطلاعات کا تسلط نظر آتا تھا' جس کا سیدھا سا مطلب یہ تھا کہ دہشت گردی کا جن ایک بار پھر پوری طرح بوتل سے باہر آچکا ہے اور حکومت کی انتظامی مشینری بے بسی اور لاچاری کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ دوسری جانب وزیر اعظم نواز شریف کی امیر تنظیم اسلامی سے ملاقات کے مواقع پر دستور پاکستان کو منافقت سے پاک کر کے دستور خلافت کی تکمیل اور غیر سودی بینکاری کی جانب پیش رفت کی تمام تر یقین دہانیاں بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نقش بر آب نظر آنے لگی تھیں اور ان کے وعدوں پر اعتبار بھی دم توڑتا محسوس ہوتا تھا' اس لئے کہ اس جانب عملی پیش رفت نہ ہونے کے برابر تھی۔ گویا ہماری صورتحال کچھ اس قسم کی تھی جس کی غمازی غالب کے اس خوبصورت شعر کے ذریعے ہوتی ہے کہ:

سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی کیا قیامت ہے
کہ دامان خیال یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے

کہ مایوسی کے ان اندھیاروں میں کل کے اخبارات میں شائع ہونے والی یہ خبر امید کی ایک روشن کرن بن کر چمکی کہ وفاقی حکومت نے سپریم کورٹ میں سود کے خاتمے کے لئے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف دائر کردہ اپیل واپس لینے کے لئے درخواست دائر کر دی ہے۔ الحمد للہ' غیر سودی معیشت کی جانب پیش رفت کے ضمن میں گویا وہ پہلا قدم جس پر امیر تنظیم اسلامی نے وزیر اعظم سے اپنی تینوں ملاقاتوں میں غیر معمولی زور دیا تھا' اٹھالیا گیا ہے۔ چنانچہ اس خوش کن خبر پر امیر تنظیم کی جانب سے جو پریس ریلیز اخبارات کو ارسال کیا گیا اس میں حکومت کے اقدام پر مسرت اور اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمایئے:

"لاہور۔ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے نواز شریف حکومت کی طرف سے وفاقی شرعی عدالت کے سود سے متعلق فیصلے کے خلاف دائر نظر ثانی کی اپیل واپس لینے کے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ میاں نواز شریف کے اس اقدام سے ملک میں سودی نظام کے خاتمے اور سود سے پاک معاشی نظام رائج کرنے کے راستے میں عملی رکاوٹ دور ہو جائے گی۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ کی تشکیل کے لئے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صدر مملکت سے فوری مطالبہ کریں تاکہ تعطیلات کے بعد عدالت عظمیٰ اس درخواست پر فوری فیصلہ صادر کر سکے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کی معیشت کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے لئے ابتدائی قدم کے طور پر گورنر سٹیٹ بینک کی سفارشات کو مالیاتی اداروں پر فوراً نافذ العمل کیا جائے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ شریعت اپیلیٹ بنچ سے مجوزہ اپیل کی واپسی کے بعد ملکی معیشت سے سودی نظام کے مکمل طور پر خاتمے کے لئے دو سال کی بجائے صرف ایک سال کی مہلت حاصل کی جائے (جیسا کہ وزیر اعظم نے امیر تنظیم اسلامی سے قرآن اکیڈمی میں ملاقات کے وقت اپنے والد محترم میاں محمد شریف صاحب کے کہنے پر وعدہ کیا تھا) انہوں نے کہا جس روز پاکستان کی معیشت سود کی لعنت سے پاک ہو جائے گی وہ پوری قوم کے لئے حقیقی مسرت کا دن ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے موجودہ حکومت کو سود کے خاتمے کے لئے عملی پیش رفت کی توفیق عطا فرمائی۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ قرارداد مقاصد سے متصادم دفعات کو دستور سے خارج کیا جائے اور قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء بنانے کیلئے آئین میں ضروری ترامیم کی جائیں تاکہ کم از کم دستوری سطح پر ملک اسلامی ریاست بن جائے"

واضح رہے کہ ہم اس معاملے میں زیادہ خوش فہمی کا شکار بھی نہیں ہیں۔ اگلے دو سالوں میں نہیں معلوم کہ حالات کیا رخ اختیار کرتے ہیں۔ حکومت اگر سود کے خاتمے اور معیشت کو غیر سودی بنیادوں پر استوار کرنے میں مخلص ہے تو دو سال کے اندر اندر پورے اقتصادی ڈھانچے کو باآسانی سود کی لعنت سے پاک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر اگلے دو سالوں میں غیر سودی معیشت کی جانب مثبت پیش رفت کی کوشش کرنے کی بجائے تاخیر و تعویق سے کام لیا جاتا رہا تو یہ بات ہمارے حکمرانوں ہی کو نہیں ہر پاکستانی مسلمان کو بھی اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف جنگ جاری رکھ کر ہم اپنے داخلی حالات اور بالخصوص اقتصادی حالت کو سنوارنے میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے' خواہ کوئی بھاری ترمینڈیٹ کی حامل حکومت اس ملک کی زمام کار سنبھال لے اور سردھڑ کی بازی لگا دے!!

میاں طفیل محمد صاحب کی وضاحت

۴ جون کے "ندائے خلافت" میں "حیات مودودی کا آخری اور اہم ترین ورق" کے عنوان سے تنظیم اسلامی کے بزرگ اور معزز رکن شیخ جمیل الرحمٰن صاحب کی ایک تحریر شائع ہوئی تھی جس میں انہوں نے مولانا مرحوم کے صاحبزادے ڈاکٹر احمد فاروق مودودی کے بعض چشم کشا انکشافات کا ذکر کیا تھا جو ڈاکٹر احمد فاروق نے دو سال قبل ایک تفصیلی ملاقات میں محترم شیخ صاحب کے گوش گزار کئے تھے۔ ڈاکٹر احمد فاروق مودودی کے حوالے سے محترم شیخ صاحب نے جو واقعات بیان کئے ان میں سے ایک میں سابق امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد کے مولانا مودودی" کے ساتھ ناروا سلوک کے ثبوت کے طور پر میاں صاحب کے ایک خط کا تذکرہ بھی شامل تھا جو بقول ڈاکٹر احمد' مولانا کے لئے انتہائی اذیت ناک اور باعث رنج بنا تھا۔ اس پر پچھلے ہفتے ہمیں میاں طفیل محمد صاحب کی جانب سے ایک مفصل وضاحت موصول ہوئی جس میں اس خط سے اعلان براءت کرتے ہوئے اسے انٹیلی جنس والوں کی شعبدہ بازی اور جعلسازی کا کرشمہ قرار دیا گیا ہے۔ جس کا مقصد بقول میاں صاحب "ایک طرف مولانا مرحوم و مغفور کو ان کی زندگی کے آخری لحات میں زیادہ سے زیادہ اذیت پہنچا کر بالکل مضمحل کر دینا اور دوسری طرف ان کے اہل خانہ اور پسماندگان کو میرے اور جماعت اسلامی کے خلاف زیادہ سے زیادہ مشتعل و متنفر کر کے جماعت میں فساد عظیم برپا کرنا تھا"۔

میاں صاحب کا یہ مفصل وضاحتی بیان چونکہ قومی اخبارات میں نمایاں انداز میں شائع ہو چکا ہے لہٰذا "ندائے خلافت" میں اب اس کی اشاعت کو ہم غیر ضروری خیال کرتے ہیں۔ میاں صاحب کی اس بات کو کہ یہ سب انٹیلی جنس والوں کا کیا دھرا تھا' ہم رد تو نہیں کر سکتے لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ اس قسم کے معاملات کو ایجنسیوں کے کھاتے میں ڈال کر فارغ ہو جانا اب ایک معمول سا بن گیا ہے۔ واضح رہے کہ یہ واقعہ جنرل ضیاء الحق کے دور اقتدار میں پیش آیا تھا اور ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ان کے دور میں وہ کونسی ایجنسیاں ہو سکتی ہیں جنہیں اس مکروہ حرکت کا ارتکاب کرنے کی ضرورت پیش آئی ہو۔ میاں طفیل صاحب کی یہ وضاحت اگر ڈاکٹر فاروق مودودی اور مولانا مودودی مرحوم کے دیگر پسماندگان کو قبول ہو تو ہمیں خوشی ہو گی کہ ایک دیرینہ غلطی کے ازالے کا ذریعہ بننے کی سعادت "ندائے خلافت" کے حصے میں آئی۔ تاہم یہ سوال پھر بھی باقی رہ جاتا ہے کہ اگر یہ معاملات اسی طرح تھے جیسا کہ میاں صاحب بیان فرما رہے ہیں تو میاں صاحب نے اپنے مرشد و قائد کے صاحبزادگان اور دیگر اہل خانہ سے خود یہ سوال کرنے میں کہ "ہم سے سرگراں کیوں ہو؟" سبک سری کیوں محسوس کی؟ —— باقی رہی جماعت اسلامی کی پالیسی سے متعلق میاں صاحب کی تاویلات' تو وہ ایک جداگانہ مسئلہ ہے جس سے ہم کوئی تعارض نہیں کرنا چاہتے۔ OO

احیاء اسلام کی جدوجہد کے لئے التزام جماعت لازمی شرط ہے

خلافت کا نظام قائم نہ ہو تو اس کے قیام کی جدوجہد ہر مسلمان پر بالکل اسی طرح فرض ہو جاتی ہے جیسے نماز!

روس کے خلاف ایک امیر کی قیادت میں جہاد نہ ہونے کی وجہ سے فتح کے باوجود افغانستان میں تاحال اسلامی حکومت قائم نہ ہو سکی

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت کے ۲۷ جون کے خطاب جمعہ کی تلخیص

نبی اکرم ﷺ کی دو بعثتیں ہیں۔ ایک عالم عرب کی طرف اور دوسری تمام عالم انسانی کی طرف۔ پہلی بعثت کے دو تقاضے تھے: دین کی دعوت اور اس کی اقامت۔ ۲۳ برس کی جاں گسل محنت اور جدوجہد کے ذریعے آپ نے یہ تقاضے بہ تمام و کمال پورے کر دیئے۔ آپؐ نے اہل عرب کو تبلیغ بھی کی اور عدل اجتماعی کا خدائی نظام بھی قائم فرمایا۔ اس کے نتیجے میں دو چیزیں وجود میں آئیں۔ ان میں سے ایک امت ہے۔ فرمایا:

"اور اس طرح (اے مسلمانو!) ہم نے تمہیں امت وسط بنایا ہے تاکہ تم (دنیا کے) لوگوں پر گواہ بنو اور (تمہارا) رسول تم پر گواہ بنے....." (البقرۃ: ۱۴۳)

اور دوسری چیز ہے حکومت و خلافت۔ نبی کریمؐ کی بعثت عمومی کے ضمن میں رہتی دنیا تک امت اسلامیہ کی یہ ذمہ داری قرار پائی کہ وہ شہادت علی الناس اور اقامت دین کا کام کرے' تاکہ تمام نوع انسانی تک اللہ کا پیغام پہنچ جائے۔ گویا بقول اقبال

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

امت اور خلافت میں گہرا تعلق ہے۔ خلافت کا نظام قائم ہو تو دعوت و اقامت دین کا کام اسلامی خلافت کے ذمہ ہوتا ہے۔ گویا ایسی حالت میں افراد ملت کے لئے اس کام کی حیثیت فرض کفایہ کی ہو جاتی ہے کہ اگر اسلامی حکومت یہ فریضہ انجام دے رہی ہو تو عام مسلمانوں کی طرف سے بھی ادا ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی جیسے فوج کو دفاع وطن کے لئے اگر دس ہزار افراد کی ضرورت ہو اور یہ افراد اسے میسر آجائیں تو اب پوری قوم کی جانب سے وطن کے دفاع کی ذمہ داری ادا ہو جائے گی۔ لیکن اگر خلافت کا نظام قائم نہ ہو تو امت کے ہر فرد پر نظام اسلامی کے قیام کی جدوجہد نماز کی طرح فرض ہو جاتی ہے۔ اب اسے یہ فریضہ بہر صورت ادا کرنا ہوتا ہے۔ لیکن یہ فریضہ اسی صورت ادا ہو سکے گا جبکہ اس کی دو لازمی شرائط پوری ہوں۔ ایک تو یہ کہ افراد میں مطلوبہ جذبہ محرکہ موجود ہو جو انہیں احیاء دین کے لئے تن من دھن قربان کرنے پر آمادہ کر سکے۔ اور دوسرے ایک منظم جماعت ہو جس میں سب کارکن متحد و منظم ہو کر جدوجہد کریں۔ جب تک افراد کی جمعیت میسر نہ ہو کوئی انسان تن تنہا یہ کام نہیں کر سکتا' خواہ کہ وہ کتنا ہی بڑا زاہد و عابد' ولی اللہ یہاں تک کہ پیغمبر ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انتہائی حیران کن معجزات عطا کئے گئے لیکن معتدبہ اعوان و انصار میسر نہ آسکنے کی وجہ سے وہ توحید کا نظام قائم نہ کر سکے۔ اسی طرح کا معاملہ حضرت موسیٰؑ کا ہے۔ پس اقامت دین کی جدوجہد کے لئے جماعت شرط لازم ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا:

"امرکم بخمس بالجماعه والسمع والطاعه والهجره والجهاد فی سبیل الله۔"

"میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں' جماعت کا' سننے کا' ماننے کا' ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کا۔"

اس حدیث کی رو سے اجتماعی جدوجہد کے لئے پہلی لازمی شے جماعت کا قیام ہے۔ یعنی جن افراد میں بھی اس فریضہ کی ادائیگی کا احساس پیدا ہو جائے وہ سب سے پہلے ایک حزب اللہ اور پارٹی کی شکل میں منظم ہوں۔ یہ جماعت سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ہونی چاہئے۔ سورۂ صف میں فرمایا گیا:

"اللہ تو ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ ہو کر (اس طرح) لڑتے ہیں گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں"۔ (صف: ۴)

دوسری اور تیسری چیز سمع اور طاعت ہے یعنی اس جماعت کا نظم سمع و طاعت فی المعروف کی مسنون بیعت پر استوار ہو۔ جماعت کے امیر کی جانب سے کارکنوں کو جو بھی حکم دیا جائے اسے وہ انتہائی توجہ سے سنیں اور اس پر فوری عمل کریں۔ گویا حزب اللہ ایک ڈھیلی ڈھالی پارٹی نہ ہو بلکہ ایک ڈسپلنڈ جماعت ہو۔ ظاہر ہے کہ اگر جماعت کے عام کارکن جماعت کے امیر اور مقامی امراء کی اطاعت نہیں کریں گے اور ان سے جڑے نہیں رہیں گے تو انہیں فکری غذا اور رہنمائی نہیں مل سکے گی۔ نتیجتاً وہ صحیح طور سے کام نہیں کر سکیں گے۔ درخت کا پتہ جب تک درخت سے جڑا رہتا ہے اسے جڑوں سے آنے والی غذا ملتی رہتی ہے لیکن جب وہ گر جاتا ہے تو سوکھ جاتا ہے۔ لہٰذا انقلابی جماعت کے کامریڈز سے نظم جماعت کے سلسلہ میں ع "پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ" والی وابستگی مطلوب ہے۔

دین میں سمع و طاعت کی کیا اہمیت ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ غزوہ احد میں ایک درہ میں متعین بعض صحابہ سے ایک اجتہادی غلطی سرزد ہو گئی' انہوں نے مقامی امیر کی بات نہ مانی تو جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور ۷۰ صحابہ شہید ہو گئے۔ نبی اکرمؐ کے چہرۂ مبارک پر گہرا زخم آیا اور دندان مبارک بھی شہید ہو گئے۔

عصر حاضر کی دو مثالیں بھی ہمارے سامنے ہیں۔ انقلاب ایران میں بھی ایک امیر کی قیادت میں کوئی ایک جماعت منظم نہ تھی بلکہ مختلف جماعتیں کام کر رہی تھیں۔ چنانچہ اگرچہ ۳۰ ہزار جانوں کی قربانی دے کر رضا شاہ پہلوی کو بھاگنے پر مجبور کر دیا گیا لیکن انقلاب کے بعد اندرون ملک زبردست خانہ جنگی شروع ہوئی جس سے ملک میں بڑے پیمانے پر کشت و خون کا بازار گرم ہوا' البتہ چونکہ علماء کی پارٹی مضبوط تھی اس لئے اس نے کچھ عرصہ بعد انقلاب پر اپنی گرفت کو مضبوط کر لیا۔

دوسری مثال افغانستان کی ہے۔ روس افغان جنگ میں افغانستان کو شاندار فتح نصیب ہوئی لیکن چونکہ روس کے خلاف مختلف جماعتیں علیحدہ علیحدہ برسرپیکار رہیں' ایک امیر کی قیادت میں جہاد نہیں ہوا بلکہ ایک موقع پر مجاہدین کے تمام دھڑوں کے قائدین نے اپنے میں سے ایک کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی لیکن پھر بہت جلد اس عہد کو

توڑ دیا' اس لئے ایک تو فتح کے لئے بہت بڑی قربانی دینی پڑی' کہ پندرہ لاکھ افراد کی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑا' اور دوسرے روس کے چلے جانے کے بعد مختلف جہادی پارٹیوں کے اختلافات کی وجہ سے افغانستان کے مسلمان ایک متفقہ حکومت قائم نہ کر سکے جس کے نتیجے میں ایک عرصے سے اندرون ملک خانہ جنگی جاری ہے۔ اگر یہ جہاد ایک امیر کی قیادت میں ہوتا تو ایک تو پندرہ لاکھ کی بجائے شاید چار پانچ لاکھ افراد کی شہادت سے یہ کامیابی سے ہمکنار ہو جاتا' اور دوسرے روس کے انخلا کے فوری بعد افغانستان میں ایک مستحکم حکومت قائم ہو جاتی۔

متذکرہ حدیث مبارکہ میں تیسری چیز ہجرت ہے۔ ہجرت کے معنی ناپسندیدہ چیزوں کو چھوڑ دینا ہیں۔ اس کے مختلف مراحل ہیں۔ ہجرت کا ایک ابتدائی درجہ کسی بھی خلاف شرع عمل کو چھوڑ دینا ہے اور اس کی آخری منزل یہ ہے کہ اقامت دین کے لئے اپنا گھر بار' مال اور وطن کو چھوڑ دیا جائے۔ یہ ہجرت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ اس کی مثال نبی اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کا مکہ سے مدینہ ہجرت کرنا ہے۔ لیکن ہجرت کا افضل درجہ کیا ہے؟ نبی کریمؐ سے جب اس کی بابت پوچھا گیا کہ "ای الھجرہ افضل یا رسول اللہ" اے اللہ کے رسول افضل ہجرت کونسی ہے؟ تو آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا: "ان تھجر ما کرہ ربک" "کہ تو ہر اس چیز کو چھوڑ دے جو تیرے رب کو پسند نہیں۔ (یعنی انسان اپنی معیشت' معاشرت اور اخلاق کو غیر اسلامی چیزوں سے پاک کرے' شیطانی افعال کو چھوڑ دے۔) اسے آنحضورؐ نے افضل ہجرت کیوں قرار دیا اس بات کو ایک مثال سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے۔ ایک عمارت میں بلند ترین منزل تو آخری منزل ہوتی ہے لیکن اہم ترین پہلی منزل ہوتی ہے۔ کیونکہ اوپر کی تمام منازل کا انحصار پہلی منزل کی مضبوطی پر ہوتا ہے۔

پانچویں چیز جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ جہاد کے معنی سعی و کوشش کے ہیں۔ ہجرت کی طرح اس کے بھی مختلف مراحل و مدارج ہیں۔ جہاد کی بلند ترین منزل تو قتال فی سبیل اللہ ہی ہے لیکن افضل ترین جہاد' جہاد مع النفس ہے۔ نبی اکرمؐ سے پوچھا گیا "ای الجہاد افضل یا رسول اللہ" (اے اللہ کے رسولؐ) کون سا جہاد افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "ان تجاھد نفسک فی طاعۃ اللہ" "یہ کہ تو اللہ کی اطاعت کی معاملہ میں اپنے نفس سے جہاد کرے"۔

اس حدیث میں ایک اسلامی جماعت کا مکمل نقشہ موجود ہے لیکن بدقسمتی سے یہ حدیث برصغیر کے مسلمانوں کی نگاہوں سے اوجھل رہی۔ اس کی وجہ یہ ہے ہندوستان میں برطانوی راج کے دور میں سیکولر نظام کے تحت مسلمانوں کو مذہبی آزادی تو حاصل رہی' انہیں عبادات بجا لانے کی اجازت تھی' چنانچہ لوگ نماز' روزہ' حج و زکوٰۃ تو ادا کرتے رہے لیکن اسلامی حکومت و خلافت کا نام لینا جرم شمار ہوتا تھا۔ اس لئے علماء میں وہ حدیثیں تو عام ہو گئیں جن کا تعلق انفرادی معاملات سے تھا لیکن اجتماعی زندگی سے متعلقہ احادیث مشہور نہ ہو سکیں۔ چنانچہ مسلمانوں میں بحیثیت مجموعی دین کے اجتماعی تقاضوں کا شعور پیدا نہ ہو سکا۔ حالانکہ اجتماعی زندگی اسلام کا لازمی تقاضا ہے۔ جس طرح انفرادی طور پر مسلمان بننے کے لئے نماز' روزہ' حج و زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے اسی طرح اجتماعی سطح پر جماعت' سمع و طاعت اور ہجرت و جہاد فی سبیل اللہ لازم ہے۔

ہمارے ایک بھائی نے ہم سے پوچھا ہے کہ ہم طالبان حکومت کی حمایت کیوں کر رہے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طالبان افغانستان کے تین چوتھائی سے زائد رقبہ پر قبضہ کر چکے ہیں۔ ایک سال سے افغانستان کے دارالحکومت کابل پر بھی ان کا مکمل کنٹرول ہے۔ اپنے زیر انتظام علاقوں میں امن و امان قائم کرنے میں بھی طالبان کامیاب ہوئے ہیں۔ اور اس طرح خلافت کے قیام کی طرف پیش رفت کا امکان پیدا ہو چکا ہے۔

جہاں تک ہمارے ملک کی داخلی صورتحال کا تعلق ہے تو بدقسمتی سے شیعہ سنی کشیدگی انتہائی خطرناک شکل اختیار کرتی جا رہی ہے۔ کراچی کے حالات بھی روز بروز خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ ایم کیو ایم حقیقی کے چیئرمین آفاق احمد نے حال ہی میں اپنے ایک انٹرویو میں یہ انکشاف کیا ہے کہ الطاف حسین کراچی کو ملک سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں ـــــ قاضی حسین احمد صاحب بھی حکومت کے خلاف فائنل شوڈاؤن کے لئے تیاریاں کر رہے ہیں' لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ پہلے کی طرح اس بار بھی ان کی تحریک کے "ثمرات" سے کوئی اور ہی مستفید ہو گا۔

"اسلام کی رو سے دہشت گردی حرام ہے" کمانڈر احمد بناچا

الجزائر میں امریکی صحافی مارک ڈینس کی FIS کے ایک مسلح گروہ کے لیڈر سے خفیہ ملاقات

الجزائر کی حکومت نے اسلامک سالویشن فرنٹ کے کمانڈر' احمد بناچا کے سر کی قیمت ۴.۵ ملین دینار (۸۰ ہزار امریکی ڈالر) مقرر کر رکھی ہے۔ حکومت کی نزدیکی چیک پوسٹ اس جگہ سے ایک کلو میٹر سے بھی کم فاصلے پر واقع تھی' جہاں 43 سالہ احمد بناچا دیوار سے ٹیک لگائے بڑے اطمینان سے بیٹھا بتا رہا تھا کہ اس علاقے کا اصل کنٹرول ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اگر کسی کو کوئی ڈر ہے تو وہ فوج کو ہے نہ کہ ہمیں۔

الجزائر میں ۱۹۹۲ء کے پہلے قومی انتخابات میں کامیابی کے باوجود فوج نے اسلام پرستوں کو حکومت بنانے سے روک دیا تھا چنانچہ احتجاجی تحریک کے دوران ۶۰ ہزار افراد مارے جا چکے ہیں۔ ۵ جون ۹۷ء کے انتخابات سے بظاہر کچھ حاصل نہیں ہوا کیونکہ FIS ان انتخابات میں حصہ نہیں لے سکی۔ الجزائر میں جس شخص سے بھی میری بات ہوئی اس نے مستقبل کے بارے میں اپنی مایوسی کا اظہار کیا سوائے FIS کے قائدین کے' جو اب بھی پرامید ہیں کہ وہ مسلح جدوجہد کے ذریعے بالاخر ایک اسلامی ریاست قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اگرچہ FIS کے اکثر راہنما جیلوں میں قید ہیں اور ان کی قیادت کئی دھڑوں میں تقسیم ہو چکی ہے لیکن اس کے مسلح ونگ' اسلامک سالویشن آرمی نے ابھی تک شکست تسلیم نہیں کی۔ دیہی علاقے اور بحیرۂ روم کے ساتھ واقع پہاڑی سلسلے میں حکومت کا عمل دخل صرف دن کے وقت تک محدود ہے جب کہ رات کو وہاں FIS کی حکمرانی ہوتی ہے۔

احمد بناچا کے ساتھیوں میں ۱۵ سال کی عمر تک کے لڑکے شامل ہیں۔ جن کے پاس جدید اسلحہ اور دیگر سازو سامان نہ ہونے کے برابر ہے' جب کہ اکثر کے پاس صرف کارتوس والی بندوقیں ہیں۔ ٹن کے خالی ڈبوں میں بارود بھر کر ان کے اوپر ٹیپ لپیٹ کر ان سے گرینیڈ کا کام لیتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ لوگ حیرت انگیز طور پر پرامید دکھائی دیتے ہیں۔ احمد بناچا اور ان کے ساتھیوں کا کہنا ہے کہ وہ صرف فوجیوں' سپاہیوں یا ان کے ساتھ تعاون کرنے والوں کو نشانہ بناتے ہیں۔ دیہاتوں میں ہونے والے قتل عام یا ادھر ادھر بم پھینکنے میں FIS کے ارکان قطعاً ملوث نہیں ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ اسلام کی رو سے دہشت گردی حرام ہے۔

جس بے سرو سامانی کے عالم میں یہ لوگ حکومت کے خلاف جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں عوام کی زبردست حمایت حاصل ہے۔ جب بناچا سے سوال کیا گیا کہ اس جنگ سے وہ کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کا سیدھا سا جواب تھا کہ ایک اسلامی ریاست۔ جب پوچھا گیا کہ آپ حکومت کے ساتھ مذاکرات کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو ان کا کہنا تھا کہ صرف اس صورت میں کہ حکومت FIS کو تسلیم کرے اور ان کے راہنماؤں کو قید سے رہا کر دے۔ بناچا کا کہنا تھا کہ وہ جمہوری طرز حکومت کے خلاف نہیں ہیں۔ ایک جانب بناچا اور ان کے ساتھی اپنے مقصد میں پرعزم ہیں جب کہ دوسری طرف حکومت بھی ہار ماننے کے لئے آمادہ نظر نہیں آتی۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ ان دونوں قوتوں میں سے کوئی ایک بھی اس قابل ہے کہ اکیلے جنگ جیت سکے؟ الجزائر جہاں قتل و غارت گری معمول کی صورت اختیار کر چکی ہے' اپنا مستقبل اسی سوال کے جواب کے ساتھ وابستہ پاتا ہے۔

(بحوالہ نیوز ویک' ۳۰ جون ۱۹۹۷ء۔ اخذ و ترجمہ : سردار اعوان)

"امریکی واردات" پر حکومت کا خاموش مگر پرجوش تعاون ہماری قومی بے بسی کا مظہر ہے

ایمل کانسی کے ڈرامائی "اغوا" پر پوری قوم ملک کی آزادی و خودمختاری کے لاشے پر ماتم کناں ہے

ناظم الدین حکومت کی برطرفی پر واشنگٹن میں متعین پاکستانی سفیر محمد علی بوگرہ وزیراعظم بن کر اس طرح پاکستان پہنچے جیسے آزادی سے پہلے برطانیہ سے وائسرائے آتے تھے

مرزا ایوب بیگ، لاہور

ایمل کانسی کے اغوا پر ساری قوم آزادی اور خودمختاری کے لاشے کو سامنے رکھ کر ماتم کناں ہے۔ یہ بھولی بھالی قوم اس موت کو بے وقت اور حادثاتی قرار دے رہی ہے جب کہ تاریخ پاکستان پر سرسری نگاہ ڈالنے سے یہ حقیقت بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ موت اچانک واقع نہیں ہوئی بلکہ اس بیچاری ۵۰ سالہ خودمختاری نے سسک سسک کر دم توڑا ہے۔ ایجنسیوں بھرے اس ملک میں ابتدائی تفتیش سے ہی یہ راز فاش ہو سکتا ہے کہ یہ موت کسی ظالم اور جابر بیرونی قوت کی کاری ضرب کے نتیجے میں واقع ہوئی ہے یا ہمارے عوامی اور مارشل لائی حکمرانوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اس کا گلا گھونٹا ہے (یعنی خودکشی کا ارتکاب ہوا ہے)۔ امریکیوں کو یہ جرات کیسے ہوئی کہ پاکستان کی سرزمین سے ایک پاکستانی شہری کو پکڑیں اور بغیر کسی روک ٹوک کے امریکہ روانہ ہو جائیں۔ ہم اپنی پچاس سالہ کارکردگی پر نگاہ ڈالیں تو آسانی سے سمجھ آجائے گا کہ نوبت یہاں تک کیوں اور کیسے پہنچی۔

جنگ عظیم دوم میں برطانیہ نے اپنا سب کچھ جھونک دیا جس کا نتیجہ بالآخر یہ نکلا کہ جنگ تو اس نے جیت لی لیکن اس جیت نے اسے معاشی اور عسکری لحاظ سے اس قدر نڈھال کر دیا کہ اپنی تمام کالونیوں سے یکے بعد دیگرے اخراج اور سکڑ کر اپنی سرحدوں تک محدود ہو جانا اس کی مجبوری بن گیا۔ انگریز جب ہندوستان میں داخل ہوا تھا تو ہندوستان اپنے بے پناہ مالی وسائل کی بدولت دنیا میں "سونے کی چڑیا" کے نام سے معروف تھا۔ برطانوی راج کی کل مدت تو ڈیڑھ دو صدی کے لگ بھگ ہے لیکن ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک ۹۰ سال تو بلا شرکت غیرے کل ہندوستان پر انگریز سرکار کا طوطی بولتا تھا۔ وہ اس دوران ہندوستان کے وسائل نچوڑ نچوڑ کر دنیا بھر میں اپنے راج کی وسعت اور استحکام کے لئے استعمال کرتا رہا لہٰذا برصغیر سے نکلنا اس کے لئے بڑا تکلیف دہ تھا۔ ندائے خلافت کے بہت سے قارئین کے لئے یہ بات شاید نئی ہو کہ برصغیر کی آزادی کے بہت سے عوامل میں سے ایک عامل یہ بھی تھا کہ امریکہ (جو جنگ عظیم کے خاتمے کے بعد سپرپاور کی حیثیت سے ابھرا تھا) نے برطانیہ پر زبردست دباؤ ڈالا تھا کہ وہ برصغیر کو مکمل طور پر آزاد کرے۔ سوویت یونین بھی اس وقت تک اپنی حیثیت بطور سپرپاور کے منوا چکا تھا اور جغرافیائی قرب کی وجہ سے اس کے بھی ہندوستان میں مفادات تھے۔ چنانچہ برصغیر آزاد بھی ہوا اور تقسیم بھی۔

پاکستان کی نوزائیدہ ریاست نے جب دنیا میں آنکھ کھولی تو وہ ایک Bi-polar دنیا تھی۔ دونوں سپرپاورز نظریات کے لحاظ سے ایک دوسرے کی ضد تھیں۔ امریکہ سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کا علمبردار تھا تو سوویت یونین میں سرخ سویرا طلوع ہو چکا تھا۔ بھارت نے اپنا معمولی سا جھکاؤ ظاہراً سوویت یونین کی طرف رکھا لیکن حقیقتاً دونوں عالمی طاقتوں سے ناز نخرے اٹھوانے کی پالیسی اختیار کئے رکھی۔

پاکستان کی سوویت یونین سے دوری بعض لحاظ سے فطری تھی۔ اس لئے کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست کی حیثیت سے وجود میں آیا تھا جب کہ سوویت یونین کا نظام اللہ اور مذہب سے انکار کی بنیاد پر تھا۔ پھر یہ کہ پاکستان جمہوریت کے بطن سے پیدا ہوا تھا جب کہ سوویت یونین میں گھٹن اور دہشت کی فضا قائم تھی۔ لیکن نوزائیدہ پاکستان کے حکمرانوں نے اس بہت بڑی حقیقت کو بالکل فراموش کر دیا کہ سوویت یونین اس کی ہمسایہ ریاست ہے جب کہ امریکہ اس سے سینکڑوں نہیں ہزاروں میل دور ہے۔ بھارت کی دو طرفہ حکمت عملی کے مقابلے میں پاکستان نے یکطرفہ طور پر امریکہ کی جانب رخ کر کے بغیر کسی منصوبہ بندی کے اور بلا سوچے سمجھے تیزی سے بڑھنا شروع کر دیا اور بعض چھوٹی چھوٹی باتوں سے امریکہ کی طرف جھکاؤ اور روس سے کھچاؤ ظاہر کرنا شروع کر دیا جس کا امریکہ نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ ہمارے پہلے وزیراعظم نوابزادہ لیاقت علی خان امریکہ کا سرکاری دورہ کرنے کی شدید خواہش رکھتے تھے۔ انہیں امریکہ سے سرکاری دعوت نامے کا شدت سے انتظار تھا لیکن روس کی جانب سے انہیں سرکاری دورے کا دعوت نامہ موصول ہو گیا۔ انہوں نے روس جانے کے لئے ابتدائی تیاری بھی کر لی تھی کہ اچانک امریکہ کی جانب سے بھی سرکاری دورے کا دعوت نامہ موصول ہو گیا۔ نوابزادہ صاحب روسی دورے کی تیاریاں ادھوری چھوڑ کر جھٹ پٹ امریکہ جا پہنچے۔ ایک روایت کے مطابق انہوں نے روس سے دعوت نامہ منگوایا ہی اس لئے تھا کہ اس طرح امریکہ کے بھی دعوت نامہ بھیجنے کے امکانات ہیں۔ اس طرح ہمارے پہلے وزیراعظم تو امریکہ کا سرکاری دورہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے لیکن یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ اس طرز عمل پر روس نے شدید برہمی کا اظہار کیا تھا۔

ہم اپنی قومی تاریخ کا مطالعہ کریں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے امریکہ کو خود پر مسلط کرنے کی باقاعدہ کوشش کی ہے۔ گورنر جنرل غلام محمد نے خواجہ ناظم الدین کی حکومت کو برطرف کیا تو واشنگٹن میں متعین پاکستانی سفیر محمد علی بوگرہ وزیراعظم بن کر اس طرح پاکستان پہنچے جیسے آزادی سے پہلے برطانیہ سے وائسرائے آتے تھے۔ سیٹو اور سینٹو کا رکن بننے کا پاکستانی حکمرانوں کو اللہ جانے کس دانشور نے مشورہ دیا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ ان معاہدوں کی رکنیت نے ہماری آزادی اور خودمختاری پر کاری ضرب لگائی۔ ہم امریکہ کے گھڑے کی مچھلی بن گئے۔ آج تک یہ بات سمجھ نہیں آسکی کہ ان دفاعی معاہدوں نے ہمیں کس سے تحفظ دیا یا دینا تھا! ۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں امریکہ نے اسلحہ ہی نہیں فالتو پرزے دینے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ امریکہ سے ہمارے خلوص اور یکطرفہ محبت کا یہ عالم تھا کہ ہمارے پاس صرف امریکی اسلحہ تھا یا مغربی ممالک سے جو اسلحہ ہمیں امریکہ کی وساطت سے ملا تھا۔ لہٰذا جنگ

میں بہتر پوزیشن ہونے کے باوجود ہم اسے طول نہ دے سکے اور جنگ بے نتیجہ رہی۔ ۱۹۵۸ء میں ہمارے کمانڈر ان چیف جنرل محمد ایوب خان کو امریکی دورے کی دعوت ملی۔ وہاں ان کی آؤ بھگت پاکستانی لیڈروں سے بھی زیادہ ہوئی۔ واپس آنے کے کچھ عرصہ بعد انہوں نے سول حکومت کا تختہ الٹ دیا اور ملک میں پہلا مارشل لاء نافذ ہو گیا۔ 62ء میں جب بھارت نے مخصوص مفادات کے حصول کے لئے چین کے ساتھ جنگ کا ڈرامہ رچایا تو پاکستان کے لئے موقع تھا کہ وہ بھارت کے لئے شدید مشکلات پیدا کردے۔ بھارت نے امریکہ کے ذریعے کشمیر پر مذاکرات کے جال میں پاکستان کو پھنسالیا۔ ہم امریکی حکم سے سرتابی نہ کرسکے اور بھٹو سورن سنگھ مذاکرات کے سات طویل دور ہوئے جو بالکل بے سود رہے۔

ایوب دور میں پشاور کے ہوائی اڈے کو امریکی جاسوسی طیارے U-2 نے روسی فضائی حدود کی خلاف ورزی کے لئے استعمال کیا جس پر روس نے سخت احتجاج کیا۔ روس نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے پشاور پر سرخ نشان لگادیا ہے جس پر ہمارے دوراندیش حاکم نے ترکی بہ ترکی جواب دیا کہ ہم نے بھی ماسکو پر سرخ نشان لگا دیا ہے۔ پرائی آگ میں کودنا کوئی ہم سے سیکھے۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد امریکہ اور روس بغلگیر ہو چکے ہیں 'لیکن 71ء میں ہم روس کے انتقام کا نشانہ بنے۔ گو پاکستان کو دولخت کرنے میں ہمارے مربی اور محسن امریکہ کا خفیہ ہاتھ بھی تھا لیکن اصلاً یہ روس بھارت بیس سالہ دفاعی معاہدے کا نتیجہ تھا۔ بھارتی حکمرانوں کی حکمت عملی کا کمال یہ ہے کہ بھارت نے ایک سپرپاور کے ساتھ دفاعی معاہدہ بھی کیا اور غیرجانبدار تحریک میں چودھری بھی بنا رہا۔

ایوب خان کے دور میں امریکی مداخلت بہت بڑھ چکی تھی۔ وزیر خزانہ شعیب کے بارے میں عام طور پر یہ کہا جانے لگا کہ وہ امریکی ایجنٹ ہیں۔ ایوب خان کی حکومت کے خاتمے پر انہیں عالمی بنک میں اعلیٰ عہدہ پر فائز کردیا گیا اور یحییٰ خان کی نئی حکومت کو نئے وزیر خزانہ ایم ایم احمد عطا کئے گئے۔ موصوف قادیانی تھے اور امریکہ کی یہودی لابی سے ان کا گہرا تعلق تھا۔ وزارت خزانہ کے بوجھ سے سبکدوش ہو کر ایم ایم احمد بھی امریکہ میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے۔ بالفاظ دیگر امریکی مداخلت پاکستان میں اس حد تک بڑھ گئی کہ کلیدی عہدوں پر تقرری امریکی مشورہ سے ہونے لگی۔ ایوب خان Friends not masters نامی کتاب لکھنے کے جرم میں حکومت سے فارغ کردیئے گئے۔ بہت سے تجزیہ نگار اصرار کرتے ہیں کہ ذوالفقار علی بھٹو نے ایوب خان کے خلاف تحریک امریکہ کے ایما پر اٹھائی تھی اور اسلامی سوشلزم کا نعرہ بھی امریکہ کا تخلیق کردہ تھا۔ لیکن بھٹو اقتدار حاصل کرنے کے بعد خود کو پاکستان کا حقیقی حکمران سمجھنے لگا اور تیسری دنیا کی باتیں کرنا شروع کر دیں۔ اس نے عربوں کو تیل کا ہتھیار استعمال کرنے کا گر سکھایا۔ شاہ فیصل کے تعاون سے اسلامی بلاک بنانے کی کوشش شروع کردی اور پاکستان میں ایٹمی ہتھیار بنانے کی بنیاد رکھی۔ ان اقدامات سے امریکہ بھٹو کی جان کا دشمن بن گیا۔ ایسا ملک جو پکے ہوئے پھل کی طرح اس کی جھولی میں گر چکا تھا اس کی جانب سے ایسا گستاخانہ طرز عمل ناقابل برداشت تھا' لہٰذا امریکی وزیر خارجہ ہنری کسنجر کی طرف سے لاہور کے گورنر ہاؤس میں ذوالفقار علی بھٹو کو یہ دھمکی ملنا کہ "اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں عبرت کا نشان بنادیں گے" اب ایک کھلا راز ہے۔ بھٹو پروٹوکول کے تمام تقاضے بالائے طاق رکھ کر ہنری کسنجر کو لاہور ہوائی اڈے پر رخصت کرنے خود گئے لیکن اس انجام سے نہ بچ سکے جس کی انہیں دھمکی دی گئی تھی۔

اس جنرل ضیاء الحق ایک دوراندیش حاکم تھے۔ وہ افغان مسئلہ کو بنیاد بنا کر امریکہ سے مدد حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہوئے اور ایٹمی پیش رفت بھی جاری رکھی۔ لیکن جب جینوا معاہدے کے موقع پر ضیاء الحق نے روسی افواج کے اخراج سے پہلے افغانستان میں قومی حکومت قائم کرنے کا مطالبہ سنجیدگی اور اصرار سے کیا تو امریکہ نے انہیں راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کرلیا۔ ضیاء الحق کا کردار اس معاملے میں قابل تحسین ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ ان کا یہ اصرار ان کی جان لے سکتا ہے لیکن وہ اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ جونیجو حکومت امریکی دباؤ برداشت نہ کرسکی اور جینوا معاہدہ بغیر قومی حکومت تشکیل دیئے طے پاگیا۔ حقیقت یہ ہے کہ بھٹو اور ضیاء الحق کے ادوار کے ان دو واقعات کے علاوہ ہماری پچاس سالہ قومی تاریخ میں ہم نے کبھی امریکی احکامات کی مزاحمت نہیں کی بلکہ بیشتر مواقع پر اپنے داخلی امور میں مداخلت کی اسے خود دعوت دی۔

ضیاء الحق کی حادثاتی موت کے بعد ہم صحیح معنوں میں امریکہ کی کالونی بن گئے ہیں۔ بے نظیر اور نواز شریف کے مابین جو میوزیکل چیئر گیم ہو رہی ہے' اس میں دونوں امریکی بت خانے میں پاکستان کی آزادی اور خود مختاری کو اقتدار کی دیوی کی بھینٹ چڑھا چکے ہیں۔ ۹۰ء میں خلیجی جنگ کے دوران مصر نے امریکی حمایت کے بدلے اپنے قرضے معاف کروالئے۔ روس نے خاموشی کی قیمت سعودی عرب سے ۱۴ ارب ڈالر کی صورت میں وصول کی۔ اس جنگ میں پاکستان ایک واحد ملک تھا جس نے بلاقیمت محض امریکی احکامات کی تعمیل میں پاکستانی فوجی دستے میدان جنگ میں بھجوادیئے۔ گزشتہ کچھ عرصے سے ہماری حکومت اور اپوزیشن ایک دوسرے کی شکایتیں لے کر امریکی سفیر کے حضور حاضر ہوتی ہیں۔ کراچی میں امریکی قونصلیٹ قتل ہوئے تو امریکہ سے مختلف ٹیمیں ابتدائی تفتیش کے لئے آئیں۔ ہمارا امریکہ سے ملزموں کے تبادلے کا کوئی معاہدہ موجود نہیں۔ اس کے باوجود ہم نے امریکہ میں بم بلاسٹ کے ملزم رمزی یوسف کو امریکہ کے سپرد کردیا۔ بلاشبہ ان تمام تاریخی حقائق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہم نے خود اپنی آزادی اور خودمختاری امریکہ کو طشتری میں رکھ کر پیش کی ہے۔ لیکن ماضی میں یہ سب کچھ ڈھکا چھپا اور کسی قدر خفیہ انداز سے ہوتا رہا۔ ایمل کانسی کے معاملے میں امریکہ نے یہ ظاہر کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی کہ اس ملک میں اصلاً حکمرانی اسی کی ہے اور ہم نے بھی اپنی آزادی اور خودمختاری کے "ڈیتھ وارنٹ" پر دستخط ثبت کردیئے ہیں۔ ایمل کانسی کی گرفتاری کی روئیداد اس کا واضح ثبوت ہے۔

۳۳ سالہ میر ایمل کانسی اپنے باپ میر عبداللہ جان کانسی کی دوسری بیوی کا اکلوتا بیٹا ہے۔ پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ کے ایک پشتون قبیلے کلاں سے اس کا تعلق ہے۔ اس کا باپ ایک کاروباری شخص تھا جو چند سال پہلے جگر کے کینسر میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔ وہ ایک دولت منداور زبردست سیاسی اثر ورسوخ رکھنے والا شخص تھا۔ ایمل کانسی نے کوئٹہ کے اچھے سکول سے تعلیم حاصل کی اور بعد ازاں بلوچستان یونیورسٹی سے انگلش لٹریچر میں ایم اے کیا۔ ایف بی آئی واشنگٹن کو دنیا میں جو سب سے زیادہ مطلوب دس افراد ہیں ان میں سے ایک یہ نوجوان بھی تھا۔ پولیس رپورٹ کے مطابق ۲۵ جنوری ۱۹۹۳ء کو صبح کے وقت ایک لمبے تڑنگے نوجوان نے اپنی رائفل AK-47 سے لینگلے میں سی آئی اے ہیڈکوارٹر کے سامنے فائر کھول دیا جس سے سی آئی اے کے دو ملازم ہلاک ہو گئے اور تین دوسرے افراد زخمی ہو گئے۔ پولیس کو جو پرنٹس استعمال شدہ خولوں سے ملے ہیں ان سے ایمل کانسی پر سب سے زیادہ شک کیا جاسکتا ہے۔ ایف بی آئی چار سال سے کانسی کی تلاش میں سرگرداں تھی۔ ہم پاکستانیوں کے لئے یہ بات انتہائی حیران کن ہے کہ جب کبھی ایف بی آئی کو اس معاملے میں امریکی صدر سے مدد کی ضرورت پڑی' صدر امریکہ اپنی تمام مصروفیات کو ترک کرکے ان کی ضرورت کو پورا کرتے اور جنوب مغربی ایشیاء کے لیڈروں سے اس سلسلے میں رابطے کرتے رہے۔

بعض ذرائع کے مطابق کانسی کے حلقہ احباب میں اختلافات کی بناپر اور بعض ذرائع کے مطابق ۲۰ لاکھ ڈالر کے انعام کی لالچ میں ایف بی آئی کو کانسی کی پاکستان میں موجودگی کی اطلاع دی گئی۔ ۴ جون کو ایف بی آئی کے واشنگٹن فیلڈ آفس کے سربراہ پکرڈ (Pickard) نے اپنے

نائب جی کارٹر کو اس مشن پر پاکستان بھیجا۔ اس کو ضرورت کے مطابق عملہ اور اسلام آباد سے کارروائی کرنے کی اجازت لے کر دی گئی۔ اسلام آباد میں تمام ایجنسیوں نے اپنی حفاظت میں انہیں ہر قسم کی کارروائی کی کھلی اجازت دے رکھی تھی۔ ڈیرہ غازی خان میں آدھی رات کو دو ہیلی کاپٹر اترے۔ تمام افراد کو شالیمار ہوٹل لے جانے کے لئے گاڑیاں تیار کھڑی تھیں۔ ایک اندازے کے مطابق ۳۵ مسلح کمانڈوز ہوٹل کے اندر داخل ہوئے جنہوں نے ہوٹل کے عملے کو یرغمال بنالیا۔ صبح ۴ بجے جب کانسی کے دروازے پر ہلکی دستک دی گئی تو اس نے سمجھا کہ اسے ہوٹل انتظامیہ نماز کے لئے اطلاع کر رہی ہے۔ ایمل کانسی بچپن ہی سے نماز کا پابند ہے۔ ایمل کانسی کے کمرے کے قریب کسی پاکستانی کو جانے کی اجازت نہ دی گئی۔ کانسی کے دروازہ کھولنے پر مشن کا سربراہ جی کارٹر خود ایجنٹ برٹ گارڈ اور تین دوسرے امریکی کمرے میں داخل ہوئے اور فوراً کانسی کو دبوچ لیا۔ امریکی ٹیم کے ممبر گیرٹ جس نے Criminology میں ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے 'بعض نشانات چیک کئے اور وہ چیخ اٹھا "We got him"۔ کانسی کو باہر لا کر منتظر گاڑیوں میں ڈال لیا گیا اور فوراً واشنگٹن اطلاع کر دی گئی۔ پاکستانی حکام سے مزید کسی رابطہ کے بغیر اسے براہ راست ایک چارٹرڈ جہاز میں امریکہ لے جایا گیا۔ جب امریکی ٹیم واپس پہنچی تو ان کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ اور پاکستانیوں کو امریکی ذرائع سے یہ خبر پہنچی کہ وہ اپنا ملزم لے جا چکے ہیں۔ "خود کردہ را علاج نیست"۔

حکومت نے بعض ذرائع سے یہ تاثر بھی دیا ہے کہ اگر امریکہ کو کارروائی نہ کرنے دی جاتی تو وہ پاکستان کو دہشت گرد اور ڈیفالٹر قرار دے دیتا۔ یہ تاثر انتہائی لغو اور گمراہ کن ہے۔ اس لئے کہ ایران امریکہ کے لئے مسلسل سردرد بنا ہوا ہے۔ طالبان کی ابتدائی حمایت بھی امریکہ کے لئے افغانستان میں مسئلہ بن چکی ہے۔ اگر اس وقت امریکہ پاکستان سے لیبیا اور سوڈان جیسا طرز عمل اختیار کرنے کی پالیسی اختیار کرے گا تو علاقے میں امریکی مفادات کی موت واقع ہو جائے گی۔ وزیراعظم کے مشیر اطلاعات مشاہد حسین نے ایمل کانسی کے اغوا پر جو ارشاد فرمایا اسے بلا تبصرہ درج کیا جا رہا ہے اس لئے کہ اس پر تبصرے کی راقم میں تاب نہیں۔ جب ایک صحافی نے ان سے پوچھا کہ ایمل کانسی پر پاکستان میں کیوں مقدمہ نہیں چلایا گیا تو انہوں نے کہا "یہاں پہلے کس کو پھانسی لگی ہے جو اب لگے گی"" انا للہ وانا الیہ راجعون"۔

چیچنیا میں اسلامی بیداری کی لہر

ریپبلک آف چکیریا (چیچنیا کا نیا نام) کے صدر اسلان مسخاروف نے چیچنیا کے اصل ورثہ اور سماجی بہبود کے احیاء کی ایک مہم کا آغاز کیا ہے۔ صدارتی ترجمان 'کزا یک خدیو کے مطابق چیچنیا میں ایک مرکزی بنک قائم کرنے کے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں جو سود پر مبنی استحصالی اور عیارانہ نظام کی بیخ کنی کر کے نفع و نقصان میں شراکت اور رفاقت کی بنیاد پر معاشی نظام استوار کرے گا۔

انہوں نے اپنے ملک کے لیڈروں سے کہا کہ ایسے اندھے بہرے سیکولر عدالتی نظام کو ختم کر دیا جائے جس میں قاتلوں اور جرائم پیشہ افراد کے حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے لیکن ظلم کا شکار ہونے والے "مظلوموں" کی دادرسی نہیں ہوتی۔ انہوں نے اسلام کے عادلانہ قانونی نظام کو اختیار کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ملک میں پانچ سال کے عرصے میں روسی رسم الخط کی بجائے عربی رسم الخط رائج کر دیا جائے گا۔

(دی مسلم ورلڈ' 21/جون 97ء)

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ جماعت اسلامی تو چاہتی ہے کہ سسٹم تباہ ہو جائے (بے نظیر بھٹو)

○ ... جبکہ ہم تو اسی گلے سڑے 'استحصالی و مکروہ نظام کے حامی ہیں۔

☆ چین سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے پاکستان آئے ہوئے 13 بچے چین کے حوالے کر دیئے گئے 'انجام کا پتہ نہیں (وزیر داخلہ)

○ "غیرت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے" کا مصرع شاید ایسے ہی موقعہ کے لئے کہا گیا ہے۔

☆ وزیر اعلیٰ تحقیقات کرائیں بعض پولیس اہلکار خفیہ ایجنسی "را" کے ایجنٹ تو نہیں (بیگم ممتاز رفیع)

○ اللہ خیر کرے! محترمہ ان دنوں کافی سنجیدہ اور معنی خیز باتیں کر رہی ہیں۔

☆ بوڑھا کہنے والے پنجہ آزمائی کر کے دیکھ لیں' میرے اندر بیس سالہ نوجوان جیسی قوت ہے (مولانا نیازی)

○ ... اسی لئے کہ "ابھی تو میں (غیر شادی شدہ) جوان ہوں"

☆ مجھے عورت ہونے کی سزا دی جا رہی ہے (بے نظیر بھٹو)

○ محترمہ اگر آپ کا ارشاد درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر زرداری باہر اور آپ "اندر" ہوتیں۔

☆ ۲ سال میں بجلی ۱۲ روپے فی یونٹ تک پہنچ جائے گی (چوہدری نثار)

○ چنانچہ حکومت "چراغ جلاؤ مہم" کی بھرپور حوصلہ افزائی کرے گی

☆ پیپلز پارٹی فیل اور مسلم لیگ ناکام ہو چکی ہے (قاضی حسین احمد)

○ جماعت اسلامی نے دوراندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گزشتہ انتخابات کا بائیکاٹ کر کے اپنے آپ کو متوقع ناکامی کے داغ سے بچا لیا ہے۔

☆ ماضی میں پیپلز پارٹی کو موقع پرستوں نے یرغمال بنائے رکھا (پیپلز پارٹی کی ایک خاتون رہنما کا بیان)

○ کیا "مرداول" اسی موقعہ پرستوں کا سرغنہ تھا!

☆ پیپلز پارٹی کے دور میں کرپشن کا ہر راستہ زرداری کی طرف جاتا تھا (ترجمان مسلم لیگ)

○ جناب! آصف علی زرداری مرداول تھے کہ فیصل آباد کے گھنٹہ گھر

☆ مسرت شاہین کے ہارنے کی خوشی ہے ورنہ ہم عذاب 'شرمندگی سے دوچار رہتے (مولانا فضل الرحمٰن)

○ مولانا صاحب! دشمن مرے تے خوشی نہ کریئے 'سجناں وی مرجاناں

☆ کرپشن سے پردہ اٹھاتی رہی ہوں گی (بے نظیر)

○ اگر آصف زرداری نے آپ کا اعلان سن لیا تو پھر کام خراب ہو جائے گا محترمہ!

☆ پیپلز پارٹی کا جماعت اسلامی سے رابطہ ہو گیا۔ (ایک خبر)

○ ... آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

جنونی یہودی مسجد اقصیٰ کو شہید کئے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے

امت مسلمہ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے آج اس عذاب الٰہی میں مبتلا ہے جو کبھی یہودیوں پر مسلط تھا

مقبوضہ کشمیر کے مسلم اکثریتی علاقے پاکستان میں جبکہ غیر مسلم اکثریتی علاقے بھارت کے ساتھ شامل ہو جائیں

تنظیم اسلامی ملک کی تیسری بڑی دینی قوت ہے

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد سے روزنامہ "باخبر" کوئٹہ کا انٹرویو

جو ۲۴ جون ۹۷ء کو مذکورہ روزنامہ میں شائع ہوا

ڈاکٹر اسرار احمد کسی تعارف کے محتاج نہیں کیونکہ انہوں نے اپنی پوری زندگی اسلام کی ترقی و ترویج کے لئے وقف کر رکھی ہے اور عالم اسلام کو مستقبل میں پیش آنے والے واقعات اور ان کے نتائج سے قبل از وقت آگاہ کیا۔ جس سے ان کی سوچ اور دوربینی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن یہ ہمارے حکمرانوں اور ہماری قومی بدقسمتی ہے کہ ہم ان سے کوئی استفادہ نہ کر سکے اور صرف یقین دہانیوں پر کام چلاتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب گزشتہ روز پانچ روزہ دورے پر کوئٹہ پہنچے۔ اس دوران ہم نے ان سے ملاقات کا وقت لیا اور یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ انہوں نے روزنامہ "باخبر" کے ذریعے موجودہ ملکی اور بین الاقوامی حالات سے عوام کو آگاہ کیا۔

انہوں نے اپنے دورہ کوئٹہ کے متعلق بتاتے ہوئے کہا کہ یہ میرا معمول کا دورہ ہے۔ تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کے لئے سال میں ایک دفعہ کوئٹہ ضرور آتا ہوں۔ تنظیم اسلامی کے بارے میں انہوں نے کہا کہ تنظیم کا قیام ۱۹۷۵ء میں عمل میں آیا۔ اس کے قیام کا اصل مقصد غلبہ دین ہے جب کہ دین کا اصل مقصد نظام عدل اجتماعی کا قیام ہے۔ شروع میں عوام کو یہ باتیں سمجھتے ہوئے دقت پیش آتی تھی اس لئے ہم نے اس کے لئے نظام خلافت کی اصطلاح اختیار کی ہے۔ نظام خلافت کی ایک تاریخ ہے اور مسلمانوں کے اجتماعی شعور میں خلافت کا ایک تصور قائم ہے جسے حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) اور حضرت علی (رضی اللہ عنہ) جیسے خلفاء نے پروان چڑھایا۔ انہوں نے ملکی سیاسی تبدیلی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ چونکہ اس وقت جو حکومت قائم ہے وہ مسلم لیگ کی حکومت ہے' اس کا نام بہرحال مسلم لیگ ہے اور یہ بات الگ ہے کہ کیا یہ قائداعظم اور علامہ اقبال کی مسلم لیگ کے اصل مالک ہیں یا نہیں؟ اس سے قطع نظر مسلم لیگ کو انتخابات میں وہ مینڈیٹ ملا ہے جو اسے 51 برس قبل 46ء میں ملا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ نظام خلافت کے دستوری تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ہم چند شقوں پر مشتمل ایک مطالبہ حکومت کے سامنے رکھ رہے ہیں' اسی حوالے سے ہم نے ریلی منعقد کی' حکومت سے ہم نے جو مطالبات کئے ہیں ان میں ہم پاکستان مسلم لیگ کے صدر جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کو مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ ان کی کوششوں اور قربانیوں کی وجہ سے مسلم لیگ کو نئی زندگی ملی اور تحریک پاکستان کا ساجذبہ ایک بار پھر تازہ ہو گیا۔ ہم ملک و قوم کی اصلاح اور معاشی و اقتصادی بدحالی کے خاتمے کے ضمن میں وزیراعظم پاکستان کے نیک جذبات کی بھی تہہ دل سے قدر کرتے ہیں تاہم یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ وطن عزیز کی بقا اور اس کے استحکام کا راز یہاں شریعت اسلامی کے صحیح معنوں میں نفاذ اور نظام خلافت کے قیام ہی میں پوشیدہ ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ خلافت کا قیام اور شریعت کا نفاذ ہی دراصل ملک کے استحکام اور خوشحالی کا ضامن بنے گا۔ مزید برآں پاکستان اور اسلام کے دشمنوں کے مقابلے میں اللہ کی نصرت کے حصول کا یقینی ذریعہ بھی یہی ہے کہ ہم یہاں دین حق کے قیام و نفاذ کے لئے بھرپور طور پر سرگرم عمل ہو جائیں اور اس راہ کی ہر رکاوٹ کو ایمان و یقین اور عزم و ارادہ کی قوت سے دور کر دیں۔ اللہ کا یہ پختہ وعدہ ہے کہ اگر ہم خلوص و اخلاص کے ساتھ اس کی یعنی اس کے دین کی نصرت و حمایت کریں گے تو وہ لازماً ہماری مدد کرے گا (سورۃ محمد آیت ۷) اور ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کا مددگار' پشت پناہ اور سہارا بن جائے اسے کسی اور سہارے کی ضرورت نہیں رہتی ؎

کیا ڈر ہے اگر ساری خدائی ہے مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے!

ہمارا حکومت وقت بالخصوص نواز شریف صاحب سے یہ مطالبہ ہے کہ آپ اللہ کی مدد اور اس کی تائید کے بھروسے پر پاکستان میں نظام خلافت اور شریعت اسلامی کے حقیقی نفاذ کے لئے بلا تاخیر درج ذیل اقدامات کا اعلان کیجئے اور ان پر عمل درآمد کو یقینی بنائیے۔ اس لئے کہ آپ کو قومی اسمبلی میں اتنی عظیم اکثریت حاصل ہے کہ آپ اس سلسلے میں دستور پاکستان میں ضروری ترامیم آسانی سے منظور کروا سکتے ہیں یہ اللہ کا عطا کردہ سنہری موقع ہے جس سے فائدہ نہ اٹھانا اپنے پاؤں پر کلہاڑی چلانے کے مترادف ہو گا۔ اس ضمن میں دستور میں حسب ذیل تبدیلیاں لانی ہوں گی!

(۱) دستور کی دفعہ دو میں شق (ب) کا اضافہ کیا جائے کہ پاکستان میں وفاقی' صوبائی' ضلعی کسی بھی سطح پر کوئی قانون سازی کلی یا جزوی طور پر کتاب و سنت کے منافی نہیں کی جا سکے گی۔

(۲) پورے دستور میں جہاں بھی کوئی شے دستور کی دفعہ دو الف (قرار داد مقاصد) کے منافی ہے یا خارج کیا جائے یا اسے بالوضاحت قرار داد مقاصد کے لئے تابع کیا جائے۔

(۳) دستور کی دفعہ دو سو تین (ب) کی ذیلی شق (ج) کے ذریعے فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرہ کار سے جو استثناء دستور پاکستان مسلم پرسنل لاء اور جوڈیشل لاز کو دیا گیا ہے اسے ختم کیا جائے۔

(۴) وفاقی شرعی عدالت کے ججوں کو شرائط ملازمت کو ہائی

کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کی طرح مستحکم بنایا جائے تاکہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہر قسم کے دباؤ سے مکمل طور پر آزاد ہوں!

مزید برآں فیڈرل شریعت کورٹ نے جو فیصلہ بینک انٹرسٹ کے "ربا" اور اس کے نتیجے کے طور پر حرام مطلق ہونے کے ضمن میں دیا تھا اس کے خلاف اپیل واپس لی جائے اور ایک سال کے اندر اندر پاکستان کی معیشت کو سود کی لعنت سے پاک کر کے اللہ اور رسولؐ کے خلاف جنگ بند کر دی جائے تاکہ اللہ کی نصرت و رحمت ملک و ملت کے شامل حال ہو سکے!

جناب وزیر اعظم اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ نہ صرف یہ کہ پاکستان میں موجودہ بعض طبقات جن میں مفاد پرست عناصر بھی شامل ہیں اور بعض لادینی نظریات کے حامل لوگ بھی اس راہ میں روڑے اٹکائیں گے بلکہ بیرونی طور پر عالمی مالیاتی اداروں اور نیو ورلڈ آرڈر کے جانب سے بھی آپ پر شدید دباؤ ڈالا جائے گا لیکن ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر آپ نے اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کے دین سے وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے ہمت و جرات کے ساتھ یہ قدم اٹھایا تو نہ صرف یہ کہ اللہ کی نصرت و تائید ہر طرح سے آپ کو حاصل ہو گی بلکہ ملک کے تمام دینی و مذہبی عناصر آپ کی بھرپور تائید کریں گے اور پاکستان کا ہر باشعور مسلمان اس کام میں آپ کا دست و بازو بننے میں فخر محسوس کرے گا اور روز قیامت بھی آپ ان شاء اللہ سرخرو ہوں گے۔ آپ کا شمار امت محمدؐ کے ان افراد میں ہو گا جن سے اللہ بھی راضی ہو گا اور جن پر نبی آخر الزمانؐ بھی بجا طور پر فخر کریں گے اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

ہم نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کو دستوری سطح پر ایک مثالی اسلامی ریاست بنانے کے جذبے کے تحت اپنی بساط کے مطابق اللہ کی تائید و نصرت کے بھروسے پر ایک مطالباتی مہم کا آغاز کیا ہے ہماری اس مہم کا عنوان ہے "مطالبہ تکمیل دستور اسلامی"۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میاں نواز شریف اور ان کی حکومت کو یہ مبارک قدم اٹھانے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ ہم نے اس مطالباتی مہم کو موثر بنانے کے لئے ایسے پوسٹ کارڈز تیار کئے ہیں جن پر مختصر الفاظ میں اپنا موقف اور دستور میں مجوزہ ترامیم درج کر دی ہیں۔ اگر یہ کارڈز پاکستان کے باشعور مسلمانوں کی طرف سے بڑی تعداد میں وزیر اعظم تک پہنچیں گے تو نہ صرف یہ کہ میاں نواز شریف اور ان کی کابینہ کو اس معاملے کی اہمیت کا اندازہ ہو گا بلکہ اس بات کا اندازہ بھی ہو گا کہ اس ملک کے عوام کی ایک بڑی تعداد فی الواقع اسلامی نظام کے قیام یا یوں کہئے کہ نظام خلافت کے احیاء کی شدت کے ساتھ آرزو مند ہے اور اگر وزیر اعظم پاکستان اس جانب مثبت پیش رفت کرتے ہیں تو مسلمانان پاکستان تمام فرقہ وارانہ اختلافات کو بھلا کر بھرپور طور پر ان کا ساتھ دیں گے اور یوں اگر اللہ نے چاہا تو قیام پاکستان کے پچاس برس بعد ایک مثالی اسلامی ریاست کے قیام کا وہ خواب ایک حقیقت بن کر سامنے آ جائے گا جو کبھی علامہ اقبال اور قائد اعظم نے دیکھا تھا۔

مسلمانان پاکستان سے ہماری درخواست ہے کہ آپ حضرات پورے جذبہ ایمان کے ساتھ اس مطالباتی مہم میں ہمارا ساتھ دیں۔ اپنے نام اور پتے کے ساتھ مذکورہ پوسٹ کارڈز اور ٹیلی گرام وزیر اعظم پاکستان کے نام بھیجئے اور اس کار خیر میں اپنا حصہ ڈالئے یہ پوسٹ کارڈ اور ٹیلی گرام ہمارے دفتر سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اس سوال کے جواب میں کہ آپ نے اپنی پوری زندگی میں بہت خاموش لہجہ اپنائے رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اصل میں اسے خاموش لہجہ کے بجائے سبک رفتار کہنا چاہئے جو آہستہ آہستہ لگتی ہے وہ میٹھی ہوتی ہے میرے پیش نظر جو ہدف ہے اس کے مطابق فوری کامیابی کم حاصل ہوتی ہے۔ میرا ہدف یہ ہے کہ دو لاکھ ایسے سرفروش پیدا کئے جائیں جو پہلے اپنی

> **"پبلک لاء ملک کے اکثریتی فرقہ کے تصورات کے مطابق استوار کیا جائے جبکہ دیگر فرقوں اور مسالک کے لوگوں کو "پرسنل لاء" میں مکمل آزادی دی جانی چاہئے"**

ذات اور اپنے گھر میں دین نافذ کریں اور پھر کسی ایک قائد سے سمع و طاعت یعنی شرعی دائرہ کے اندر اندر حکم سننے اور ماننے کی عادت پیدا کریں اور پھر اسلام کی سربلندی کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔ اس کے بعد اسلامی انقلاب بھی لایا جا سکتا ہے جب کہ اس کے بغیر نعرے تو لگائے جا سکتے ہیں لیکن بالفعل انقلاب برپا نہیں کیا جا سکتا۔ اور جب اتنی تعداد میں لوگ تیار ہوں گے تو پھر مسلح بغاوت کی بجائے نہی عن المنکر بالید (یعنی ہاتھ کے ذریعے) حدیث کی اصطلاح کے مطابق نہی عن المنکر بالید کے طریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے غیر مسلح اور پرامن طریقے کے ذریعے نظام کو بدلا جائے گا۔ اس وقت میرے پاس بمشکل ایک ہزار آدمی ہیں لیکن میرے سامنے چونکہ سیرت نبیؐ کا یہ پہلو موجود ہے کہ آپؐ نے بیس برس میں مکمل انقلاب برپا کیا۔ لیکن پہلے دس برس کی محنت و مشقت کے نتیجے میں صرف ڈیڑھ سو افراد ملے تھے لہٰذا میں مایوس اور بد دل نہیں ہوں۔ اس سوال کے جواب میں کہ نصف صدی سے اسلامی نظام کیوں نہیں نافذ ہو سکا انہوں نے کہا کہ میرے نزدیک اس میں سب سے بڑی غلطی نیم مذہبی اور نیم سیاسی جماعتوں سے ہوئی ہے اور وہ یہ کہ قیام پاکستان کے بعد صحیح پیش رفت شروع ہو گئی تھی یعنی پہلے قرارداد مقاصد پاس ہوئی جس میں اللہ کی حاکمیت کا وہ اصول تسلیم کر لیا گیا جو نظام خلافت کی قانونی اور دستوری بنیاد ہے۔ پھر جب ملک کے سیکولر حلقوں کی جانب سے یہ اعتراض شروع ہوا کہ یہاں کس کا اسلام آئے گا شیعہ کا، سنی کا، دیوبندی کا، بریلوی کا تو اس وقت کی مذہبی قیادت، اس وقت کے تمام فقہوں اور مسلکوں کی چوٹی کی قیادت نے اس کا منہ توڑ جواب دیا اور ۵۰ء میں شیعہ سنی دیوبندی بریلوی اہلحدیث اور جماعت اسلامی کے چوٹی کے اکتیس علماء نے دستور کے بائیس متفق علیہ اصولوں پر دستخط کر دیئے۔ اس کے بعد ایک ہمالیہ جیسی غلطی ہوئی۔ مذہبی جماعتوں نے اقتدار کی کشاکش یعنی انتخابی سیاست میں چھلانگ لگا کر اسلام کو ایک متنازعہ مسئلہ بنا دیا جس پر جلتی پر تیل کا کام اس سے ہو گیا کہ جب چار پانچ جماعتیں ووٹ مانگنے کے لئے میدان میں آئیں تو ہر ایک کو یہ کہنا پڑا کہ ہمارا اسلام اصلی ہے باقی نقلی ہیں نتیجتاً مذہبی ووٹ تقسیم ہو گیا اور سیکولر جماعتیں اقلیتی ووٹ لے کر حکومت بناتی رہیں اور نظام اسلام کا خواب پریشان ہو گیا۔

ڈاکٹر صاحب نے مذہبی تنظیموں کی کارکردگی کے بارے میں کہا کہ ملک میں جتنی مذہبی جماعتیں ہیں ان میں سے ایک تو خالص غیر مذہبی جماعت ہے جو اپنی عددی قوت کی وجہ سے سب سے زیادہ نائق ہے (مراد تبلیغی جماعت ہے) انہوں نے اپنا ہدف کم رکھا ہوا ہے لیکن اس کو وہ الحمدللہ پورا کر رہے ہیں۔ دوسرے نمبر پر جماعت اسلامی ہے جس کے ساتھ مخلص کارکنوں کی بڑی تعداد ہے اور ان کا تنظیمی ڈھانچہ سب سے مضبوط ہے۔ یہ جماعت ۱۹۴۱ء میں اصلاً ایک انقلابی فکر اور انقلابی طریقہ کار کے ساتھ سامنے آئی تھی اور دس سال تک اس نے انتخابی سیاست میں کوئی حصہ نہیں لیا لیکن ۱۹۵۱ء سے اس نے انتخابات میں حصہ لے کر اپنے آپ کو ایک اصولی انقلابی جماعت کے بجائے اسلام پسند قومی سیاسی جماعت بنا لیا اور انتخابی سیاست میں اس کے پلے کچھ نہیں پڑا اور صحیح انقلابی مزاج یہ ترک کر چکی ہے۔ اب جس سیاست کی طرف قاضی صاحب پیش قدمی کرنا چاہتے ہیں اس کا نتیجہ انقلاب کی صورت میں تو نہیں نکلے گا لیکن وہ پاکستان کو متزلزل ضرور کر دیں گے۔

انہوں نے تنظیم اسلامی کو تیسری بڑی جماعت قرار دیا اور اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی کہ اگرچہ تنظیم اسلامی عددی قوت کے اعتبار سے دوسری جماعتوں سے بہت پیچھے ہے لیکن اس کا ذکر اس نمبر پر اس لئے کر رہا ہوں کہ اس نے اصولی اسلامی کردار کو از سر نو اختیار کیا ہے بقیہ تمام مذہبی جماعتیں خالص مسلکوں اور فرقوں کی بنیاد پر ہیں اور ان کی اصل حقیقت پیشہ ورانہ ٹریڈ یونینز کی ہے جو دوسری سیاسی جماعتوں کے پاسنگ بن کر تو کوئی رول ادا کر سکتی ہیں

اور اپنی آزادانہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ شیعہ سنی مفاہمت پر آپ کی تنظیم زیادہ زور دے رہی ہے! اس بارے میں ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میرے نزدیک پاکستان میں اسلامی نظام کا قیام یا اسلامی انقلاب کا برپا کرنا اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ کہ اس کے لئے شیعہ اور سنی مسلمان متحد ہو کر اس طرح کوشش کریں جس طرح قیام پاکستان کے لئے کی تھی البتہ قیام پاکستان کے مرحلے میں کسی مفاہمتی فارمولے کی ضرورت نہیں تھی جب کہ نفاذ اسلام کے ضمن میں ایک مفاہمتی فارمولہ پر اتفاق ضروری ہے اور وہ فارمولہ نظری اور عملی دونوں اعتبارات سے اس کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا جو ایران میں نافذ کیا گیا۔ یعنی یہ کہ کسی بھی مسلمان ملک میں جب اسلامی نظام کے نفاذ کا مرحلہ آئے تو پبلک لاء یا "لاء آف دی لینڈ" اکثریتی فرقہ کے تصورات کے مطابق ہو اور اقلیتی فرقوں اور مسلکوں سے تعلق رکھنے والوں کو پرسنل لاء میں مکمل آزادی حاصل ہو۔ میں یہ فارمولہ کافی عرصہ پہلے سے پیش کر رہا ہوں لیکن یہ بات میرے علم میں صرف ڈیڑھ سال قبل آئی کہ آیت اللہ خمینی کا موقف بھی یہی تھا اور موجودہ ایران کی حکومت کا موقف بھی یہی ہے۔ میں یہ کوشش کر رہا ہوں کہ پاکستان کے اہل تشیع اس فارمولے کو تسلیم کرنے کا اعلان کر دیں تاکہ نظام اسلام کے نفاذ یا خلافت کے قیام کے لئے ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو کر جدوجہد کی جا سکے اور اگر خدانخواستہ ایسا نہ ہو سکا تو اس فرقہ واریت کے اندرون ملک، علاقائی اور عالمی سطح پر جو نتائج اور اثرات مرتب ہوں گے وہ یہ ہیں :

(۱) ملکی سطح پر اسلام نافذ نہیں ہو سکے گا (نہ شیعہ اسلام آئے گا نہ سنی اسلام) اور چونکہ سیکولرازم نظریہ پاکستان کی نفی کی حیثیت رکھتا ہے لہٰذا پاکستان اپنی وجہ جواز کو کھو کر یا تحلیل ہو جائے گا یا کسی سپر یا منی سپر پاور کا بندہ بے دام بن کر رہ جائے گا۔

(۲) علاقائی سطح پر پاکستان افغانستان اور ایران کے مابین بجائے ان کے اختلاف اور مخالفت کی فضا جو بدقسمتی سے شروع ہو بھی چکی ہے، شدید سے شدید تر ہو جائے گی جس کا سارا فائدہ عالمی استعمار کو پہنچے گا۔

ڈاکٹر صاحب نے اس موقف کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ عالمی استعمار کا ایک سیلاب تو آج سے تقریباً تین چار سو سال قبل شروع ہوا تھا یہ یورپ کی عیسائی اقوام کا نو آبادیاتی نظام تھا جس میں براہ راست یا بالواسطہ حکومت کی جاتی تھی۔ اس صدی کے وسط میں اس استعمار کا بستر لپٹ گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی نئے عالمی مالیاتی استعمار کا بستر بچھنا شروع ہو گیا جس کا اصل اصول یہ ہے کہ ملکوں اور قوموں پر بالواسطہ حکومت کرنے کی بجائے ایک تو ان کو ریموٹ کنٹرولنگ سے قابو میں رکھا جائے اور شاید انہیں ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے ذریعے سودی نظام کے شکنجے میں جکڑ لیا جائے۔ تاکہ پوری دنیا کے عوام صرف محنت کش بن کر رہ جائیں اور ان کی محنت کا اصل پھل ایک نہایت قلیل التعداد اقلیت کھاتی رہے۔ یہ اقلیت یہودی بینکرز کی ہے جنہوں نے ابتداء میں یورپ کو اپنے سودی شکنجوں میں کسا اور اب امریکہ جیسی دنیاوی سپرپاور کی پالیسیوں کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ گویا یہ استعمار یہودی عالمی استعمار ہے جس کی لپیٹ میں عالم اسلام کا عرب حصہ تو تقریباً پورا آ چکا ہے۔ ابھی چین کچھ رکاوٹ ڈال رہا تھا لیکن اسے بھی وہ کنزیومرازم کے ہتھکنڈوں سے زیر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ عالم اسلام میں سے اس نئے یہودی استعمار کو روکنے کی واحد امکانی صورت یہ ہے کہ پاکستان، افغانستان اور ایران ایک متحدہ بلاک کی صورت میں مضبوط چٹان بن جائیں اور پھر یہ چین اور بھارت کے ساتھ برابری کی بنیاد پر تعلقات استوار کریں۔ اس سوال کے جواب میں کہ کچھ لوگ افغانستان میں طالبان کے نافذ کردہ اسلامی نظام کو شک کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ انہوں

> **"یہود کے قلع قمع کے لئے بالآخر پاکستان اور افغانستان سے اسلامی افواج روانہ ہوں گی"**

نے کہا کہ ابھی تک جو طالبان کی حکومت ہے اس کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ افغانستان جسے باہمی خانہ جنگی نے تباہ کر دیا تھا اس کے تین چوتھائی رقبہ پر پورا امن و امان قائم ہو گیا ہے۔ یہ حقیقت ہے اور اس حقیقت کی بنیاد پر کہ دار السلطنت کابل پر بھی ان کا مستحکم تسلط قائم ہے۔ اس کے لئے جائز بنیاد تھی اور ہے کہ ان کی حکومت کو تسلیم کیا جائے لہٰذا پاکستان نے صحیح قدم اٹھایا اور میں نے طالبان حکومت کو تسلیم کرنے سے پہلے اس کا مطالبہ کیا تھا۔ چونکہ طالبان کی قیادت روایتی طرز پر تعلیم یافتہ علماء پر مشتمل ہے لہٰذا وہ اپنے زیر انتظام علاقے میں وہ شریعت نافذ کر رہے ہیں۔ البتہ عہد حاضر کی ایک جدید اسلامی ریاست جس میں اسلام کے اصولوں کو ان ریاستی اداروں کے ساتھ ملحق کر کے نافذ کیا جائے، جو نوع انسانی نے ایک طویل عمرانی ارتقاء کے نتیجے میں بنائے ہیں۔ یہ مرحلہ ابھی افغانستان میں طے ہونا باقی ہے۔ جس کے لئے پاکستان کے دینی اور عمرانی شعور کے حامل خادمان دین کو ان کے مشوروں کی شکل میں مدد دینی چاہئے۔ موجودہ حکومت کی سو روزہ کارکردگی کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ حکومت کی پالیسی میں اہمیت اسلام کا بالکل شامل نہ ہونا ہمارے لئے باعث تشویش ہے۔ ہمارے دستور میں ترامیم کے مطالبہ کی بھی نجی ملاقاتوں میں موجودہ قیادت نے تائید کی اور اس کی جانب پیش رفت کا ارادہ بھی ظاہر کیا لیکن عملی پیش رفت بالکل نظر نہیں آتی اور چونکہ میرے نزدیک ملک کی سلامتی کے لئے یہ سب سے اہم شعبہ ہے لہٰذا مجھے سب سے بڑھ کر تشویش اس پر ہے۔ ثانیاً انہوں نے احتساب کے عمل میں ایک جانب تو سست رفتاری کا مظاہرہ کیا اور دوسری جانب اسے ۸۵ء سے شروع کرنے کی بجائے ۹۰ء سے شروع کرنے کے فیصلے سے اس کی اصلیت کو مجروح کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے موجودہ ملکی حالات کے بارے میں کہا کہ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ جس قدر مستحکم یہ حکومت ابتداء میں نظر آ رہی تھی اب عملاً بہت ہی جلد اس کی کمزوریاں نمایاں ہو رہی ہیں۔ دہشت گردی، لوٹ مار کے واقعات، گینگ ریپ یہ پورے ملک کا معاملہ ہے۔ کراچی میں دہشت گردی اپنی سابقہ صورت حال کی طرف رجوع کرتی نظر آ رہی ہے۔ اس سے اندیشہ یہ ہو رہا ہے کہ شاید ایک سال کے اندر اندر ملک میں کوئی بڑا ہنگامہ اور انارکی پیدا ہو جائے جس کا نتیجہ خاکم بدہن آخری تباہی اور پاکستان کے نیست و نابود ہونے کی صورت میں بھی نکل سکتا ہے یہاں پر بھی ترکی اور الجزائر کی طرح خالص سیکولر فوجی حکومت قائم ہو سکتی ہے۔

اس سوال کے جواب میں کہ کیا آپ ہمارے موجودہ انتخابی طریقہ کار سے مطمئن ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے جو نظام اختیار کیا ہوا ہے وہ مغرب کا چربہ ہے اس نظام کو برقرار رکھتے ہوئے انتخابات کے نظام میں کوئی جزوی اصلاح تو ہو سکتی ہے لیکن بنیادی تبدیلی نہیں لائی جا سکتی۔ اس طرح یہ بھی یقینی بات ہے کہ اس نظام انتخاب کے ذریعے ملکی نظام میں بھی کوئی بنیادی تبدیلی نہیں لائی جا سکتی گویا نظام کی تبدیلی انقلاب کے ذریعے ہو گی اور پھر انقلاب کے بعد اس انقلاب سے مطابقت رکھنے والا نظام انتخاب نافذ ہو گا۔ حالانکہ ہمارے موجودہ انتخابات بنیادی طور پر وڈیروں، جاگیرداروں، قبائلی سرداروں اور ثانوی درجے کے کچھ سرمایہ داروں کے میوزیکل چیئر گیم سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔

اس سوال کے جواب میں کہ یہودیوں کی ایک کتاب میں مسجد اقصیٰ کی شہادت کے بارے میں درج ہے اس بارے میں آپ کیا کہیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مسجد اقصیٰ کی شہادت مجھے دیوار پر لکھی تحریر کی طرح نظر آ رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ۶۷ء میں یروشلم پر یہودیوں کا قبضہ ہوا اور یہودیوں کے لئے ہیکل سلیمانی کی حیثیت وہی ہے جو ہمارے لئے خانہ کعبہ کی۔ ان کا یہ کعبہ ۲۷ سو برس

قبل منہدم ہوا تھا اور اس عمارت کی بنیاد پر مسلمانوں کی مقدس عمارات تعمیر ہوئی ہیں۔ لہٰذا یہ ممکن ہی نہیں کہ یہودی اپنے ارادے سے باز رہیں کہ مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے اپنا ہیکل تعمیر نہ کریں۔ ان کو روکنے کے لئے کوئی طاقت اس وقت امت مسلمہ میں تو موجود نہیں ہے۔ اس لئے کہ امت مسلمہ اس وقت اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ذلت اور مسکنت کے اس عذاب الٰہی میں مبتلا ہے جو کبھی یہودیوں پر مسلط تھا۔ دوسری طرف اگر انہیں روکنے کی کوئی طاقت ہے تو وہ صرف امریکہ ہے لیکن امریکہ کی فیڈرل گورنمنٹ علامہ اقبال کے قول کے مطابق "فرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے" یہودیوں کے شکنجے میں کسی ہوئی ہے اور اگر کبھی امریکہ نے یہودیوں کو روکنے کی کوشش کی تو یہودی اس کے بھی اسی طرح ٹکڑے کردیں گے جیسے کہ سوویت یونین کے کر دیئے۔ یہودیوں کو توڑنے کے لئے زمینی قوت ان شاء اللہ پاکستان اور افغانستان سے حاصل ہوگی اور آسمانی تائید حضرت مسیحؑ کی صورت میں ظاہر ہوگی اور اسی طرح ان کا گریٹر اسرائیل ان کا عظیم قبرستان بن جائے گا۔

ایمل کانسی کو امریکہ کے حوالے کرنے کے بارے میں کئے گئے سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میرے نزدیک اس خبر میں کوئی حیران کن بات نہیں ہے اس سے پہلے دو امریکی سفارت کاروں کا قتل جو کراچی میں ہوا تھا اس پر جو معاملہ ہوا تھا کہ اس کی تحقیق ایف بی آئی نے کی۔ یہ اس کی بڑھتی ہوئی ایک صورت ہے پاکستان میں قائم کوئی بھی سیاسی حکومت خواہ وہ بے نظیر کی ہو یا نواز شریف کی' امریکہ کے سامنے کھڑی نہیں ہو سکتی اور اس واقعہ نے ثابت کر دیا ہے کہ بالفعل ہم امریکہ کی نو آبادی ہیں۔ شاہ فیصل کے چھوٹے بھائی شہزادہ عبداللہ جو شاہ فہد کے بعد سعودی بادشاہت کے حقدار ہیں اور شاہ فیصل کی طرح خالصتاً اسلامی ذہن رکھتے ہیں تو کیا امریکہ ان کی بادشاہت میں رکاوٹ ڈالے گا؟ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ مجھے تقریباً یقین کامل ہے کہ شاہ فہد کی وفات کے بعد سعودی عرب میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔ اس لئے کہ امریکہ شہزادہ عبداللہ کو پسند نہیں کرتا اور وہ اپنی طاقت کے نشے میں سعودی روایات کو پامال کرتے ہوئے دخل اندازی کرے گا۔ جس کے نتیجے میں خانہ جنگی ہوگی اور اسی دوران ایک صحیح حدیث نبویؐ کی رو سے ایک عظیم دینی قائد منظر پر آئیں گے جنہیں ہم حضرت مہدی کے نام سے جانتے ہیں۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حکومت کو عرب میں قائم اور مستحکم کرنے کے لئے عرب کے مشرق سے فوجیں آئیں گی۔ اس طرح عرب میں حضرت مہدی کا ظہور' پاکستان اور افغانستان میں نظام خلافت کا قیام اور حضرت مسیح کا نزول ایک ہی سلسلہ واقعات کی کڑیاں بن جائیں گی اور ان واقعات کے نتیجے میں اس عالمی نظام خلافت کے قیام کی صورت پیدا ہو جائے گی جس کے بارے میں حضورؐ کی واضح پیشین گوئیاں ہیں۔ عالمی نظام خلافت کا قیام قیامت سے متصلاً قبل ہوگا جس کے ذریعے حضورؐ کا مقصد بعثت یعنی غلبہ دین حق کی بتمام و کمال تکمیل ہو جائے گی۔

چین روس اور ایشیائی ریاستوں کے اتحاد کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ چین اور روس کا ایک دوسرے سے قریب آنا اور ایشیائی ریاستوں کا بھی شامل ہو جانا' مزید براں روس کے ایران کے ساتھ گہرے روابط نے امریکہ کی واحد سپریم پاور کی حیثیت کو چیلنج کر دیا ہے لیکن اس کا جو فوری نتیجہ ہمارے علاقے پر مترتب ہو رہا ہے وہ بہت تشویش ناک ہے۔ اب امریکہ کے لئے اس علاقے میں بھارت کو ایک مرکزی رول دینے کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا۔ نتیجتاً اس وقت جو مذاکرات پاکستان اور بھارت کے درمیان ہو رہے ہیں اور تجارت و آمد و رفت اور ثقافتی تعلقات کو بڑھانے کے لئے کوششیں ہو رہی ہیں اس میں پاکستان امریکی دباؤ کے تحت حصہ لے رہا ہے' ذاتی طور پر میں بھارت کے ساتھ تجارت و ثقافت اور قریبی تعلقات یہاں تک کہ نہ صرف عام انسانی محبت بلکہ پچیس کروڑ مسلمانوں کے ساتھ دینی اخوت کو آگے بڑھانے کے عمل کو صحیح سمجھتا ہوں مگر صرف اس شرط کے ساتھ کہ پہلے پاکستان اپنے نظریاتی تشخص کو مستحکم کرے یعنی ہم دستور پاکستان میں جو ترامیم پیش کر رہے ہیں ان کو اختیار کر لیا جائے تو پاکستان کی منزل متعین ہو جائے گی اور اس کی نظریاتی اساس مضبوط ہو جائے گی اس کے بعد بھارت کے ساتھ روابط بڑھانا مفید ہوگا لیکن اس کے بغیر ان دروازوں کو کھول دینے کا مقصد پاکستان کے لئے خودکشی کے مترادف ہوگا۔ مسئلہ کشمیر کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اسے یو این او کے توسط سے حل کرانا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس کا پرامن حل تلاش کیا جائے اور وہ یہ ہے کہ کشمیر کے غیر مسلم علاقے بھارت اور مسلم علاقے پاکستان کو دے دیئے جائیں۔

تبدیلی کی ضرورت

"ہر شخص جو کچھ بھی عقل رکھتا ہے ان حالات کو دیکھ کر خود یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ جب تک یہ طریق انتخاب جاری ہے' کبھی قوم کے شریف' نیک اور ایماندار آدمیوں کے ابھرنے کا امکان ہی نہیں ہے۔ اس طریقے کا مزاج ہی ایسا ہے کہ قوم کے بدتر سے بدتر عناصر چھٹ کر سطح پر آئیں اور جس بداخلاقی و بدکرداری سے وہ انتخاب جیتتے ہیں اسی کی بنیاد پر وہ ملک کا انتظام چلائیں۔ یہ طریقے یکسر بدل دینے کے لائق ہیں"۔ (سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ)

جاگو مسلمانو! جاگو!!

آج دولت اور شہرت کی طلب نے انسان کو درندہ بنا دیا ہے۔ حکمران انسانوں کی بھلائی کی بجائے اقتدار کی ہوس میں انسانوں کو غلام بنا رہے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف نفرت پیدا کر رہے ہیں۔ علماء کرام دین کی تبلیغ اور محبت کا درس دینے کی بجائے آپس میں بٹ کر رہ گئے ہیں۔ سیاستدان عوام کو آلہ کار بنا رہے ہیں۔ اعلیٰ افسران اپنی طاقت کے بل بوتے پر سب کچھ سمیٹنے میں مصروف ہیں۔ معاشرے میں رشوت' گرانی اور جھوٹ زوروں پر ہے۔ صاحبزادے اور پیرزادے اللہ کے قانون کو جھٹلا کر اس کے عذاب کو دعوت دے رہے ہیں۔ دولت سمیٹنے کے چکر میں لوگ اپنے ہی بچوں کے جسموں میں ہیروئن کا زہر منتقل کر رہے ہیں۔ عام انسان روٹی کمانے کے چکر میں دین سے بیگانہ ہوئے جا رہے ہیں۔ کلمہ گو مسلمان ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہے ہیں۔ اللہ کے دشمن ہنود اور یہود ایک مرتبہ پھر مسلمانوں کو مات دینے کے لئے جمع ہو رہے ہیں بلکہ اسی طرح صف بندی کر رہے ہیں جیسے بغداد کی تباہی اور ہندوستان کی جنگ آزادی کے وقت کی جا رہی تھی۔ مسلمان دولت اور آسائش کی تلاش میں ایک مرتبہ پھر میٹھی نیند سو گئے ہیں' وہ ایمان سے دور ہو چکے ہیں' وہ اپنے ہی گھر کی تباہی کے درپے ہیں۔ قوم کو باہمت اور مخلص نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ نوجوانوں تک یہ پیغام پہنچایا جائے کہ وہ غلبہ و اقامت دین کے لئے یکجا اور یک جان ہو جائیں خواہ انہیں اس راہ میں گولیاں ہی کیوں نہ کھانی پڑیں۔ ورنہ اس قوم پر اللہ کا عذاب کسی وقت بھی نازل ہو سکتا ہے۔ کسی آسمانی وبا کی صورت میں یا پھر ہنود و یہود کی کاروائیوں کی صورت میں۔ جاگو مسلمانو جاگو!! اپنے ایمان کی حفاظت کرو! اپنے گھر کی حفاظت کرو!

(مرسلہ : محمد صادق بھٹی' ڈیرہ اسماعیل خان)

تنظیم اسلامی کے ایک مقامی امیر کا اپنے رفقاء کے نام

ایک فکر انگیز خط

جس میں دیگر رفقاء کے لئے بھی تذکیر و موعظت کا وافر سامان موجود ہے

میرے عزیز ساتھیو!
السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

یہ اللہ کریم کا ہم پر حد درجہ فضل و احسان ہے کہ ہم تمام ساتھیوں نے منہج نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے ایک بندہ مخلص کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت سمع و طاعت کا مقدس فریضہ ادا کیا ہے تاکہ اقامت دین کی جدوجہد کا فرض ادا کر سکیں۔ جہاں یہ بیعت شخصی اور انفرادی طور پر ہمیں اپنے امیر سے فرداً فرداً منسلک کرتی ہے کہ خواہ کچھ ہو جائے ان کا حکم سنیں گے اور اس پر عمل کر گزریں گے وہیں اجتماعی جدوجہد کو بروئے کار لانے میں ہمیں ایک دوسرے سے خصوصی تعلق استوار کرنے میں معاون ہوتی ہے۔ اجتماعی کام کے لئے باہمی نظم و ضبط کی سختی سے پابندی کا کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ اسلامی انقلابی جماعت کے کارکنوں کا پہلا ہدف نظم و ضبط کا حد درجہ پابند ہونا ہے۔ "حکم سنے اور عمل کر گزرے"۔ یہ ہماری تربیت کا لازمی حصہ ہے۔ فی الوقت تنظیم اسلامی اسے ہی ہدف نمبر ایک بنائے ہوئے ہے۔ انقلاب کے اگلے سخت مراحل طے کرنے کے لئے یہ ابتدائی اور بنیادی کام ہے۔ جس کی امیر محترم پر زور تاکید کرتے رہتے ہیں۔ جب کہ رفقاء کی عظیم اکثریت اسے شعوری طور پر کوئی وقعت نہیں دے رہی۔ ہم بہت تساہل سے کام لے رہے ہیں۔ نتیجتاً تنظیم کی عملی پیش رفت تقریباً صفر نظر آتی ہے اور فعال ساتھی بھی مایوسی کا شکار ہوتے جا رہے ہیں۔

اب ذرا غور فرمائیں کہ اپنی آزاد مرضی سے ہم نے ایک سودا اپنے اللہ سے طے کیا ہے جس کے مطابق اپنے رب تعالیٰ ہی کے عطا کئے ہوئے جان' مال اور وقت کو تھوڑا سا قربان کر کے اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کا موقع فراہم ہوا ہے جس کا بدلہ جنت ہے۔ جب جنت جیسی اعلیٰ شے کی بولی ہم نے لگائی ہے تو پھر اس کی شایان شان قیمت کے حصول کے لئے محنت بھی انتھک اور ہر دنیاوی غم فکر سے اوپر اٹھ کر ہی پوری ہو سکتی ہے۔ اسلامی انقلابی تنظیم کے ارکان کے حوالہ سے اس وقت امیر محترم کا بطور لیڈر' ہم ماموررین سے صرف ایک ہی تقاضا ہے کہ تنظیمی اجتماعات میں "وقت کی پابندی" سے شرکت کریں تاکہ ہم نظم و ضبط کے پابند ہوں اور سمع و طاعت کی بنیاد فراہم ہو۔ لہٰذا غیر حاضر ہونا تو کھلے طور پر اپنے امیر کی نافرمانی ہے جو یقیناً بدعہدی کے زمرے میں آتا ہے اور اس کی جواب دہی کے لئے تیار رہنا ہو گا اور اس سے چھٹکارا پانا آسان نہیں۔ یہ طرز عمل شیطانی ہے اور شیطان کا راستہ جہنم کو جاتا ہے۔ کیا ہمیں اب بھی کوئی خوش فہمی ہے کہ ہم سے اللہ خوش ہو گا۔ اللہ تنہائی میں سوچ بچار کریں کہ اپنی اس کمی کوتاہی کو کیسے دور کریں؟

وہ دوست جو درس قرآن نیز کسی عمومی پروگرام یا تنظیمی اجتماع میں حاضر تو ہوتے ہیں لیکن امیر محترم کے حکم کے مطابق وقت پر نہیں پہنچ پاتے بلکہ چند منٹ کی تاخیر سے پہنچے تو غور فرمائیں کہ عام آدمی جو درس سے استفادہ کرنے آتا ہے اس میں اور ہم رفقائے تنظیم میں کیا فرق رہا۔ وہ بھی اپنی مرضی سے آیا اور ہم بھی اپنی مرضی سے آئے۔ کہاں کا امیر اور کہاں کے ماموررین؟ نظم و ضبط کا وجود ہی نہیں تو تنظیم کہاں؟ جب سمع و طاعت کے پابند افراد ہی میسر نہ ہوں تو کسی بھی انقلابی پیش رفت اور اقدام کے لئے عزم و حوصلہ خود امیر محترم کہاں سے پائیں گے؟ گویا ہم خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی چلا رہے ہیں۔ اپنے کم تر عمل کی بدولت درجہ بدرجہ اپنی دنیوی منزل یعنی قیام خلافت پاکستان کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں' کانٹے بو رہے ہیں اور بحوالہ آخرت اللہ کی رضا سے دوری والے راستہ پر گامزن ہیں۔ گویا چلے تو تھے نفع کی تلاش میں اور بالآخر نقصان پر راضی ہو گئے العیاذ باللہ۔ یہ راضی ہونا ہی تو ہے کہ بار بار توجہ دلانے کے باوجود (پیار سے' دھمکی سے' انذار سے تبشیر سے) بھی ہمارے کان پر کیا مجال جو کبھی جوں بھی رینگی ہو ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنی بھی اصلاح نہ کر سکے۔ کیوں نہ اجتماعات میں ہماری حاضری 90 تا 100 فیصد ہوئی؟ اور کیوں ہم وقت پر نہ پہنچ پائے۔

ان گزارشات کی بنا پر اگر ہم میں سے کوئی دوست اپنی اصلاح کا شعوری ارادہ کرے تو میرے نزدیک پندرہ منٹ صرف پندرہ منٹ کی قربانی سے ہم اپنا عہد رفاقت بہت حد تک پورا کر سکتے ہیں۔ پندرہ منٹ کم سوئیں یا 15 منٹ پہلے اپنا معمول کا کام ختم کر دیں کہ تنظیمی اجتماع میں حاضر ہونا ہے تو ہماری حاضری کا معیار یقیناً بہتر ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ جب بھی کوئی رفیق دوسرے سے ملے' جہاں ملے وہ اپنے ساتھی کو آئندہ ہونے والے اجتماعات کی اطلاع یاد دہانی کے طور پر کرا دے اور باہم نصیحت کریں کہ وہ ضرور وقت پر حاضر ہوں گے۔ یہ تواصی بالحق کی ایک بہترین روش ہو گی جو رفقائے تنظیم کی کمر ہمت کسنے میں ممد ثابت ہو گی۔

یہ بات آپ سے چھپی ہوئی نہیں ہے کہ امیر محترم سے کی گئی بیعت' درحقیقت ہمارا اپنے رب ذو الجلال سے کیا ہوا عہد و پیمان ہے۔ جو علیم و خبیر ہے اور عزیز و قدیر ہونے کے ناطے ہمارے ہر ہر عمل و ارادہ کا مکمل احاطہ کئے ہوئے ہے۔ تو اے غفلت میں پڑے ہوئے لوگو اللہ سے ملاقات پر کونسا بہانہ ہمارے کام آئے گا؟ اے نیند کے متوالو! کار جہاں میں الجھ کے رہ جانے والو!

آؤ ہم سب مل کر اپنے مالک سے کی گئی اپنی کوتاہیوں سے عفو و درگزر چاہیں' اپنے گناہوں اور کم عملی کے فتنوں سے اور شیطانی وسوسہ اندازیوں سے اس کی پناہ طلب کریں۔ اے اللہ ہمیں معاف فرما۔ ہم تجدید عہد کرتے ہیں کہ خواہ کچھ ہو جائے ہم سمع و طاعت کے عہد پر دل و جان سے پورا اترنے کی کوشش کریں گے' کوئی چیز اس راہ میں حائل نہ ہونے دیں گے۔ اے اللہ تو ہماری مدد فرما۔ ہم بے حد کمزور ہیں ہمیں عزم و ہمت عطا فرما' آمین۔ میرے عزیز ساتھیو! میں خود بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ان باتوں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کروں گا اور آپ سے بھی توقع رکھتا ہوں کہ بہت جلد آپ درس قرآن اور دوسرے لازمی اجتماعات اور تنظیمی پروگراموں میں بروقت حاضر ہوں گے اور اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

محمد فاروق اقبال' امیر تنظیم لاہور جنوبی

رفیق تنظیم تجمل حسن میر کا پنجاب اسمبلی کے سامنے منفرد مظاہرہ

لاہور (نمائندہ خصوصی) تنظیم اسلامی لاہور وسطی کے اسرہ سانده کے رفیق تجمل حسن میر کا شمار ان سرگرم رفقاء میں ہوتا ہے جو ہر وقت دین اسلام کی سربلندی کے لئے ہمہ تن کوشاں رہتے ہیں۔ گزشتہ ہفتے پنجاب اسمبلی کے اجلاس کے دوران تجمل صاحب نے روزانہ دو سے چار گھنٹے تک تن تنہا پلے کارڈ اٹھا کر منفرد انداز کے حامل مظاہرے کا پروگرام کیا۔ اس مظاہرہ کے ذریعے ہزاروں شہریوں کے ساتھ ساتھ خصوصاً ممبران اسمبلی کو تکمیل دستور خلافت کی مہم یعنی قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے آئین میں ترمیم کے مطالبہ کی جانب متوجہ کیا گیا۔ اس مظاہرہ کے دوران "فرض شناس" پولیس اہل کاروں نے تین دفعہ یک رکنی تشہیری مہم کے روح رواں کو اقتدار کی علامت اسمبلی سے دور کرنے کی کوشش کی مگر پختہ عزم رکھنے اور تنظیم اسلامی کے پرامن احتجاجی فلسفہ پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے انتظامیہ کے اہل کاروں کو چنداں کامیابی نہ ہوئی۔

تنظیم اسلامی فیصل آباد غربی کا دو روزہ دعوتی پروگرام

20/ جون بروز جمعتہ المبارک نماز مغرب کے وقت رفقاء دفتر انجمن خدام القرآن صادق مارکیٹ ریلوے روڈ میں جمع ہوئے۔ نماز عشاء کے بعد مقامی امیر میاں محمد اسلم' میاں محمد یوسف' محمد محسن ندیم' عمران انجم' حکیم محمد سعید طاہر' محمد فاروق' سجاد' محمد یاسین بزمی (میاں محمد اسلم کے تین بھتیجے اویس' ابوبکر اور حمزہ بطور مبصر) اور راقم الحروف جامع مسجد زبیدہ غلام محمد آباد پہنچ گئے۔

21/ جون کو بعد نماز فجر محمد فاروق نے "مذہب اور دین میں فرق" کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ ناشتہ کے بعد رفقاء نے احباب سے خصوصی ملاقاتیں کیں۔ بعد نماز ظہر مسجد ہذا ہی میں محسن ندیم نے "فرائض دینی کے جامع تصور" پر خطاب کیا۔ بعد نماز عصر تین ٹیموں پر مشتمل رفقاء نے مسجد سے ملحقہ علاقہ میں دعوتی گشت کیا گیا جس کے ذریعے 150 احباب تک دعوت پہنچائی گئی۔ دکانوں پر پوسٹ کارڈز والے ہینگرز آویزاں کئے گئے۔ مزید براں جامع مسجد زبیدہ میں نماز مغرب اور نماز عشاء کے بعد دعوتی خطابات کے ذریعے بھی عوام کو "تکمیل دستور خلافت مہم" سے متعارف کروایا گیا۔ نماز مغرب کے بعد میاں محمد اسلم نے "عظمت قرآن" کے موضوع پر امیر حلقہ غربی پنجاب جناب رشید عمر نے جامع مسجد جمیل آباد میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے موضوع پر خطاب کیا۔ مسجد زبیدہ ہی میں بعد نماز عشاء امیر حلقہ نے خطاب کیا۔

22/ جون کو رفقاء کی تین ٹیموں نے علاقہ میں دعوتی کام کیا۔ چک بھولے والا کی جامع مسجد میں میاں محمد اسلم نے تنظیم اسلامی کی دعوت پیش کی۔ نماز عصر کے بعد مسجد زبیدہ ہی میں راقم نے سورہ العصر پر اور میاں محمد اسلم نے بعد نماز مغرب "فرائض دینی کا جامع تصور" واضح کیا۔ دو روزہ پروگرام کے ذریعے کم و بیش 400 احباب تک تنظیم اسلامی کی دعوت پہنچائی گئی۔ (رپورٹ : حافظ محمد ارشد)

امیر حلقہ مختار حسین فاروقی کا دورہ ڈیرہ غازی خان

اگرچہ ڈیرہ غازی خان میں تنظیم کا نظم ابھی قائم نہیں ہوا تاہم منفرد طور پر آٹھ رفقاء کام کر رہے ہیں۔ امیر حلقہ ہر ماہ ڈی جی خان کا دعوتی و تنظیمی دورہ کرتے ہیں۔ اس دفعہ کا دورہ 31/ مئی اور یکم جون کو ہوا۔ معاون دفتر حلقہ شوکت حسین انصاری بھی امیر حلقہ کے ہمراہ تھے۔

امیر حلقہ نے مظفرگڑھ بار ایسوسی ایشن کے سابق صدر جناب مظہر مول سے خصوصی ملاقات کی۔ موصوف نے تنظیم کے کام میں دلچسپی لی اور دعوتی کام کو آگے بڑھانے کے لئے اپنا تعاون پیش کیا۔ امیر حلقہ نے ڈی جی خان میں جناب جلال احمد کھوسہ سے نماز ظہر کے بعد ملاقات کی۔

امیر حلقہ مختار حسین فاروقی نے جناب سردار احمد خان مقامی منیجر P.I.A سے ان کے دفتر میں ملاقات کی اور دعوتی پروگرام میں شرکت کی دعوت دی۔ انہوں نے مسجد اعواناں کی انتظامیہ سے بھی ملاقات کی۔ بعد نماز مغرب مسجد اعواناں میں دعوتی خطاب ہوا جہاں جناب مختار حسین فاروقی نے سورہ نور کی آیت استخلاف کا درس دیا اور مسلمانوں کو نظام خلافت برپا کرنے کے لئے ابھارا۔ انہوں نے کہا کہ صحابہ کرام کو خراج عقیدت پیش کرنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ نظام خلافت دنیا میں قائم کر کے دکھا دیا جائے۔ آخرت میں کامیابی اور رسولؐ اللہ کے امتی ہونے کا حق ادا کرنے کا بھی یہی واحد راستہ ہے۔ سوالوں کے جواب اور دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد بلاک 15 میں دعوتی پروگرام ہوا۔ امیر حلقہ نے فرائض دینی کا جامع تصور کے عنوان پر خطاب کیا۔

دوسرے دن صبح رفیق تنظیم جناب ڈاکٹر سعید اللہ کھوسہ کے والد صاحب کی عیادت کی۔ اس کے بعد 9 بجے جناب سردار احمد خاں کے ہاں منعقدہ دعوتی پروگرام میں امیر حلقہ نے مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق کے ضمن میں گفتگو کی۔ انہوں نے قرآن کے علم و حکمت کے حصول کے لئے عربی زبان کی تحصیل پر زور دیا۔ بلاک 15 کی مسجد انتظامیہ کے ذمہ دار حضرات نے مسجد میں امیر محترم کی کتب و کیسٹ خرید کر رکھنے اور لائبریری کے قیام کے لئے پیشکش کی' جسے جلد ہی عملی جامہ پہنا دیا جائے گا۔

(مرتب : شوکت حسین' جنوبی پنجاب ملتان)

تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کا دعوتی اجتماع

ملتان کے امراء و نقباء اسرہ جات کی امیر حلقہ سے ماہانہ ملاقات یکم جون 97ء کو تنظیم اسلامی ملتان کینٹ کے امیر ڈاکٹر عمر علی خان کے گھر پر ہوئی۔ جس میں ملتان کینٹ کی بستی "خداداد" میں اتوار 22/ جون کو ماہانہ دعوتی اجتماع کے سلسلے میں امیر حلقہ کو دعوت خطاب دی گئی تھی۔

اس پروگرام کے لئے رفقاء تنظیم اور احباب نے خصوصی محنت کی۔ ڈاکٹر عمر علی خان نے رابطوں اور ملاقاتوں کے بعد پروگرام کے انعقاد کا فیصلہ کیا۔ امیر حلقہ نماز مغرب سے تھوڑی دیر قبل بستی خداداد پہنچ گئے۔ رفقاء نے نماز مغرب قریبی مسجد میں ادا کی۔ ڈاکٹر عمر علی خان نے جناب امیر حلقہ مختار حسین فاروقی صاحب کو دعوت خطاب دی۔ انہوں نے سورہ روم کی آیات کی روشنی میں امت مسلمہ بالخصوص مسلمانان پاکستان کے مسائل' پریشانیوں اور عذاب الٰہی کے آثار کا ذکر کرتے ہوئے اس کا حل پیش کیا کہ ہر مسلمان اپنے آپ کو دین کے حوالے کرے' توبہ کرے اور توبہ کی منادی میں شریک ہو جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اپنے رب اور کتاب اللہ کی طرف رجوع کر سکیں۔ قومی سطح پر تبدیلی تبھی آسکتی ہے جب ملک کے اچھے خاصے لوگ توبہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ تیرہ کروڑ عوام میں سے کم از کم ایک آدمی فی ہزار (یعنی 1,30,000) ایک لاکھ تیس ہزار افراد تو ایسے نکلیں جو اپنے اوپر دین کو نافذ کریں اور دین کے غلبہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ اور سچی توبہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں تو ملکی سطح پر اسلامی انقلاب کی منزل قریب آسکتی ہے۔

امیر حلقہ نے شرکاء جلسہ کو تنظیم کے لٹریچر کا مطالعہ کرنے اور تنظیم میں شمولیت کی دعوت دی۔ تنظیم کی دعوت سے متعلق ایک ہینڈ بل بھی تقسیم کیا گیا۔ جلسہ میں 150 سے زائد احباب شریک ہوئے۔ (مرتب : شوکت حسین)

ناظم اعلیٰ کا دورہ خانہ فرہنگ ایران

لاہور (نمائندہ خصوصی) تنظیم اسلامی پاکستان کے ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق اور مرزا ندیم بیگ شیعہ سنی مفاہمت کے ضمن میں 4/ جولائی کو منعقد ہونے والے سیمینار میں شرکت کی دعوت دینے کے لئے خانہ فرہنگ ایران لاہور گئے۔ ناظم اعلیٰ عبدالرزاق نے آقائے موسوی کو شیعہ سنی مفاہمت کے ضمن میں امیر محترم کے موقف اور کوششوں سے تفصیلاً آگاہ کیا جسے انہوں نے بیحد سراہا۔ خانہ فرہنگ ایران کے ڈائریکٹر جنرل آقائے علی بی تقصیر نے شیعہ سنی مفاہمت کے حوالے سے منعقد ہونے والے سیمینار کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اس میں شرکت کا وعدہ کیا۔

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی سے تنظیم اسلامی کے وفد کی ملاقات

لاہور (نمائندہ خصوصی) تحریک احیائے امت کے سربراہ اور معروف کالم نگار صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی سے تنظیم اسلامی کے نائب ناظم نشر و اشاعت نعیم اختر عدنان اور نائب ناظم حلقہ گوجرانوالہ مرزا ندیم بیگ نے تحریک کے دفتر میں خصوصی ملاقات کی۔ ملاقات میں انہیں تکمیل دستور خلافت مہم کے ضمن میں امیر تنظیم اسلامی کی مساعی سے آگاہ کیا جسے انہوں نے سراہتے ہوئے ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی۔

لاہور جنوبی کی تکمیل دستور خلافت مہم پر مبنی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام جاری "تکمیل دستور خلافت مہم" پورے زور و شور سے جاری ہے۔ لاہور جنوبی کے رفقاء بھی اس مہم کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ اجتماعی سطح سے لے کر فرداً فرداً لوگوں سے پوسٹ کارڈز پر کروا کر وزیر اعظم کے نام بھیج رہے ہیں۔ اس سلسلے میں لاہور جنوبی کے نقباء وعہدیدار حضرات نے اپنے امیر جناب محمد فاروق اقبال کی رہائش گاہ پر ایک مشاورتی پروگرام منعقد کیا جس میں پوسٹ کارڈز مہم کو موثر انداز میں چلانے کے لئے اہم امور کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ لاہور جنوبی کے تمام اسرہ جات کی باہمی گروپ بندی کے ذریعے مختلف مساجد' مرکزی دفاتر اور مارکیٹوں میں جا کر پوسٹ کارڈز مہم کا تعارف کروائیں گے اور لوگوں سے پوسٹ کارڈز بھروا کر وصول کریں گے۔

اس سلسلہ میں پہلی کاوش اسرہ رحمان کے زیر اہتمام اقبال ٹاؤن کی جامع مسجد قبا میں کی گئی۔ خطیب مسجد کے تعاون سے نمازیوں کو پوسٹ کارڈ مہم کا تعارف کروایا گیا۔ نماز کے بعد لوگوں نے کافی تعداد میں پوسٹ کارڈز اپنے احباب اور اقرباء کے لئے حاصل کئے۔ لگ بھگ 70 سے زائد دستخط شدہ کارڈز فوری طور پر واپس موصول ہوئے' جن پر ٹکٹ لگانے کے لئے کل رقم تنظیم کے بزرگ رفیق جناب نذیر انصاری صاحب نے ادا کی۔

دوسرے مرحلہ میں گلشن بلاک اقبال ٹاؤن لاہور کی مرکزی جامع مسجد مکی میں ناظم لاہور جنوبی غازی وقاص کی زیر قیادت لوگوں کو پوسٹ کارڈ مہم سے متعارف کروایا گیا۔ ناظم حلقہ جناب غازی وقاص نے نمازیوں کو پوسٹ کارڈز مہم کی غرض وغایت اور اہمیت سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا ملک معاشی مسائل سمیت دیگر تمام مسائل سے اس وقت تک نجات حاصل نہیں کر سکتا جب تک ہم اس ملک میں عملاً قرآن وسنت کی بالادستی قائم نہیں کر دیتے جس کے لئے یہ ملک قائم ہوا تھا۔ نماز کے فوراً بعد تمام رفقاء نے پوسٹ کارڈز تقسیم کئے۔ نمازیوں نے غیر معمولی دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوسٹ کارڈز حاصل کئے اور فوری طور پر دستخط کر کے ہمیں واپس کر دیئے۔ احباب نے حسب توفیق مالی معاونت بھی کی۔ بعد ازاں رفقاء نے قریبی مارکیٹ کے لوگوں اور دکانداروں کو بھی پوسٹ کارڈ مہم سے متعارف کروایا' لوگوں نے رفقاء سے بھرپور تعاون کیا۔ اس مہم کے دوران دو رفقاء بینر پکڑ کر کھڑے رہے جس پر پوسٹ کارڈ مہم کے سلسلے میں موزوں عبارت تحریر تھی۔ لوگوں نے مجموعی طور پر اس مہم کو سراہتے ہوئے سود کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنے اور قرآن وسنت کی بالادستی کے لئے دعا کی۔

(مرتب : سید فاروق احمد گیلانی)

تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کی دعوتی سرگرمیاں

2/ جون 97ء کو نقیب اسرہ نشتر کالونی قرۃ العین نے محکمہ زراعت کے دفتر واقع ڈیوس روڈ لاہور میں فلوریکلچر انسٹیٹیوٹ میں درس قرآن کا خصوصی اہتمام کروایا۔ اس سلسلہ میں انسٹیٹیوٹ میں زیر تعلیم ایک سالہ اور سہ ماہی کورس کے طلباء کی مشترکہ کلاس تشکیل دی گئی۔ انسٹیٹیوٹ کے انچارج جناب عبدالباسط خان نے پروگرام کے انعقاد میں خصوصی تعاون کیا۔ درس قرآن کے آغاز سے قبل طلباء سے گفتگو کرتے ہوئے راقم نے پروگرام کی اہمیت کو واضح کیا۔ راقم نے ہفتہ وار تذکیر بالقرآن کے پروگرام سے شرکاء کو آگاہ کیا۔ جناب حافظ محمد اقبال صاحب نائب ناظم تربیت تنظیم اسلامی نے سورہ النور کے پانچویں رکوع کی ابتدائی آیات کے موضوع پر اپنے سادہ اور پر تاثیر بیان کے ذریعے حاضرین کو فرائض دینی کے تصور سے آگاہ کیا۔

رپورٹ : قرۃ العین' نقیب اسرہ نشتر کالونی

ڈاکٹر عبدالخالق کا تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کا دورہ

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب جن کو امیر حلقہ پنجاب شمالی و شرقی کی نئی ذمہ داری سونپی گئی ہے نے تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کا ۱۸ جون ۱۹۹۷ء کو دورہ کیا۔ رفقاء کے ساتھ ان کی باہمی تعارف کی تفصیلی نشست ہوئی جو بعد نماز مغرب سے شروع ہو کر دس بجے رات تک جاری رہی۔

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے دفتری امور کی کارکردگی کو سراہا اور رفقاء کو مزید محنت کی تلقین کی۔ رفقاء کے اشکالات دور کرنے کے سلسلہ میں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ امیر حلقہ نے رفقاء کو اعانتوں کی بروقت ادائیگی کی جانب متوجہ کیا اور رفقاء کو اپنی زندگی کی ترجیحات طے کرنے کے بارے میں تلقین و نصیحت کی نیز دینی فرائض کی ضرورت و اہمیت کا احساس بھی دلایا۔ (رپورٹ : بشیر محمد شاد)

شعبہ نشر و اشاعت حلقہ لاہور کا اجتماع

شعبہ نشر و اشاعت ذیلی حلقہ لاہور کا ماہانہ اجلاس یکم جولائی ۹۷ء کو بعد نماز مغرب دفتر حلقہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت پروفیسر فیاض حکیم نے کی۔ دیگر ارکان میں صغیر احمد' نوید احمد شیخ' محمد طارق جاوید' محمد رشید ارشد اور عبدالمتین مجاہد شامل تھے۔ لاہور شرقی نمبر ایک اور دو کی ذمہ داری جو پہلے محمد رشید ارشد کے سپرد تھی اب عبدالمتین مجاہد صاحب کو سونپ دی گئی۔ اجلاس میں درج ذیل معاملات پر غور کیا گیا۔

- ناظم حلقہ نے توجہ دلائی کہ حلقہ لاہور کی جو تنظیم بھی پوسٹ کارڈز مہم کے حوالے سے کوئی پروگرام منعقد کرے اس کی اطلاع حلقہ کو قبل از وقت دی جائے تاکہ فوٹو گرافر کا انتظام کیا جا سکے۔
- حلقہ خواتین کے پروگراموں کی رپورٹنگ بھی ندائے خلافت میں آنی چاہئے۔
- جو نمایاں افراد تنظیم اسلامی میں شامل ہوں ان کی شمولیت کی خبر اخبارات کو بھجوائی جائے۔

نوید صاحب کی طرف سے یہ بات سامنے آئی کہ روزنامہ دن اور ڈان کو خبریں ارسال کرنے کی ڈیوٹی دو رفقاء کے ذمہ لگائی جائے۔ چنانچہ روزنامہ دن کو اطلاعات پہنچانے کی ذمہ داری عبدالمتین مجاہد کو سونپی گئی۔

- حلقہ خواتین کی رپورٹنگ کی ذمہ داری بھی عبدالمتین مجاہد کے ذمہ لگا دی گئی ہے۔ (رپورٹ : محمد رشید ارشد)

رفقاء اسرہ ایبٹ آباد کی دعوتی سرگرمیاں

۳۰ مئی بروز جمعہ اسرہ ایبٹ آباد کے رفقاء کی تنظیمی میٹنگ ہوئی جس میں ماہ جون کے دوران دعوتی و تربیتی اور تنظیمی اجتماعات کے انعقاد کا شیڈول ترتیب دیا گیا۔ ماہ جون کا پہلا دعوتی اجتماع ۶ جون کو دفتر تنظیم اسلامی منڈیال میں نماز عصر کے بعد ہوا۔ اس پروگرام میں ڈاکٹر صاحب کا سورۂ حم السجدہ کی آیات پر مبنی درس بذریعہ آڈیو کیسٹ سنایا گیا۔

۲۰ جون کو بروز جمعہ مسجد موسیٰ دی ہٹی میں دعوتی اجتماع منعقد ہوا۔ اجتماع جمعہ راقم نے قرآن حکیم کے منتخب نصاب سے سورۂ لقمان کی چند آیات پر درس دیا۔ اس مسجد میں ہر ماہ خطاب جمعہ کا ایک پروگرام منعقد کیا جاتا ہے۔ جس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں اور نہایت توجہ سے درس سنتے ہیں۔

۲۰ جون ہی کو بعد نماز مغرب مسجد جناح آباد میں آیہ بر پر راقم نے درس دیا۔ درس میں شریک احباب نے خواہش ظاہر کی کہ مستقل طور پر بروز جمعہ بعد نماز مغرب درس کا پروگرام رکھا جائے۔ چنانچہ ان کے اصرار پر اب مستقل طور پر اس مسجد میں جمعہ کو درس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس مسجد میں نمازیوں کی اکثریت تعلیم یافتہ افراد پر مشتمل ہے۔

ندائے خلافت کا نیا انداز قابل تعریف ہے۔ صرف دو روپے میں اور بڑی تیزی کے ساتھ ڈاکٹر صاحب' تنظیم کی سرگرمیوں اور ملکی و بین الاقوامی حالات پر تبصرے اور رفقاء کے دعوتی و تربیتی اجتماعات کی رپورٹ آ رہی ہیں۔ "ندائے خلافت" نے تنظیم میں ایک نئی جان ڈال دی ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ دیگر احباب میں بھی ندائے خلافت کو متعارف کرایا جائے۔ (رپورٹ : محمد رشید)

لاہور جنوبی کی تکمیل دستور خلافت مہم پر مبنی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام جاری "تکمیل دستور خلافت مہم" پورے زور و شور سے جاری ہے۔ لاہور جنوبی کے رفقاء بھی اس مہم کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ اجتماعی سطح سے لے کر فردا فردا لوگوں سے پوسٹ کارڈز پر کروا کر وزیر اعظم کے نام بھیج رہے ہیں۔ اس سلسلے میں لاہور جنوبی کے نقباء و عہدیدار حضرات نے اپنے امیر جناب محمد فاروق اقبال کی رہائش گاہ پر ایک مشاورتی پروگرام منعقد کیا جس میں پوسٹ کارڈز مہم کو موثر انداز میں چلانے کے لئے اہم امور کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ لاہور جنوبی کے تمام اسرہ جات کی باہمی گروپ بندی کے ذریعے مختلف مساجد، مرکزی دفاتر اور مارکیٹوں میں جا کر پوسٹ کارڈز مہم کا تعارف کروائیں گے اور لوگوں سے پوسٹ کارڈز بھروا کر وصول کریں گے۔

اس سلسلہ میں پہلی کاوش اسرہ رحمان کے زیر اہتمام اقبال ٹاؤن کی جامع مسجد قبا میں کی گئی۔ خطیب مسجد کے تعاون سے نمازیوں کو پوسٹ کارڈ مہم کا تعارف کروایا گیا۔ نماز کے بعد لوگوں نے کافی تعداد میں پوسٹ کارڈز اپنے احباب اور اقرباء کے لئے حاصل کئے۔ لگ بھگ 70 سے زائد دستخط شدہ کارڈز فوری طور پر واپس موصول ہوئے، جن پر ٹکٹ لگانے کے لئے کل رقم تنظیم کے بزرگ رفیق جناب بشیر انصاری صاحب نے ادا کی۔

دوسرے مرحلہ میں گلشن بلاک اقبال ٹاؤن لاہور کی مرکزی جامع مسجد مکی میں ناظم لاہور جنوبی غازی وقاص کی زیر قیادت لوگوں کو پوسٹ کارڈ مہم سے متعارف کروایا گیا۔ ناظم حلقہ جناب غازی وقاص نے نمازیوں کو پوسٹ کارڈز مہم کی غرض و غایت اور اہمیت سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا ملک معاشی مسائل سمیت دیگر تمام مسائل سے اس وقت تک نجات حاصل نہیں کر سکتا جب تک ہم اس ملک میں عملاً قرآن و سنت کی بالادستی قائم نہیں کر دیتے جس کے لئے یہ ملک قائم ہوا تھا۔ نماز کے فوراً بعد تمام رفقاء نے پوسٹ کارڈز تقسیم کئے۔ نمازیوں نے غیر معمولی دلچسپی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوسٹ کارڈز حاصل کئے اور فوری طور پر دستخط کر کے ہمیں واپس کر دیئے۔ احباب نے حسب توفیق مالی معاونت بھی کی۔ بعد ازاں رفقاء نے قریبی مارکیٹ کے لوگوں اور دکانداروں کو بھی پوسٹ کارڈ مہم سے متعارف کروایا، لوگوں نے رفقاء سے بھرپور تعاون کیا۔ اس مہم کے دوران دو رفقاء بینر پکڑ کر کھڑے رہے جس پر پوسٹ کارڈ مہم کے سلسلے میں موزوں عبارت تحریر تھی۔ لوگوں نے مجموعی طور پر اس مہم کو سراہتے ہوئے سود کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنے اور قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے دعا کی۔

(مرتب : سید فاروق احمد گیلانی)

تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کی دعوتی سرگرمیاں

2/ جون 97ء کو نقیب اسرہ نشتر کالونی قرۃ العین نے محکمہ زراعت کے دفتر واقع ڈیوس روڈ لاہور میں فلوریکلچر انسٹیٹیوٹ میں درس قرآن کا خصوصی اہتمام کروایا۔ اس سلسلہ میں انسٹیٹیوٹ میں زیر تعلیم ایک سالہ اور سہ ماہی کورس کے طلباء کی مشترکہ کلاس تشکیل دی گئی۔ انسٹیٹیوٹ کے انچارج جناب عبدالباسط خان نے پروگرام کے انعقاد میں خصوصی تعاون کیا۔ درس قرآن کے آغاز سے قبل طلباء سے گفتگو کرتے ہوئے راقم نے پروگرام کی اہمیت کو واضح کیا۔ راقم نے ہفتہ وار تذکیر بالقرآن کے پروگرام سے شرکاء کو آگاہ کیا۔ جناب حافظ محمد اقبال صاحب نائب ناظم تربیت تنظیم اسلامی نے سورہ النور کے پانچویں رکوع کی ابتدائی آیات کے موضوع پر اپنے سادہ اور پرتاثیر بیان کے ذریعے حاضرین کو فرائض دینی کے تصور سے آگاہ کیا۔

رپورٹ : قرۃ العین، نقیب اسرہ نشتر کالونی

ڈاکٹر عبدالخالق کا تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کا دورہ

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب جن کو امیر حلقہ پنجاب شمالی و شرقی کی نئی ذمہ داری سونپی گئی ہے نے تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کا ۱۸ جون ۱۹۹۷ء کو دورہ کیا۔ رفقاء کے ساتھ ان کی باہمی تعارف کی تفصیلی نشست ہوئی جو بعد نماز مغرب سے شروع ہو کر دس بجے رات تک جاری رہی۔

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے دفتری امور کی کارکردگی کو سراہا اور رفقاء کو مزید محنت کی تلقین کی۔ رفقاء کے اشکالات دور کرنے کے سلسلہ میں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ امیر حلقہ نے رفقاء کو اعانتوں کی بروقت ادائیگی کی جانب متوجہ کیا اور رفقاء کو اپنی زندگی کی ترجیحات طے کرنے کے بارے میں تلقین و نصیحت کی نیز دینی فرائض کی ضرورت و اہمیت کا احساس بھی دلایا۔ (رپورٹ : بشیر محمد شاد)

شعبہ نشر و اشاعت حلقہ لاہور کا اجتماع

شعبہ نشر و اشاعت ذیلی حلقہ لاہور کا ماہانہ اجلاس یکم جولائی ۹۷ء کو بعد نماز مغرب دفتر حلقہ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت پروفیسر فیاض حکیم نے کی۔ دیگر ارکان میں صغیر احمد، نوید احمد شیخ، محمد طارق جاوید، محمد رشید ارشد اور عبدالمتین مجاہد شامل تھے۔ لاہور شرقی نمبر ایک اور دو کی ذمہ داری جو پہلے محمد رشید ارشد کے سپرد تھی اب عبدالمتین مجاہد صاحب کو سونپ دی گئی۔ اجلاس میں درج ذیل معاملات پر غور کیا گیا۔

○ ناظم حلقہ نے توجہ دلائی کہ حلقہ لاہور کی جو تنظیم بھی پوسٹ کارڈز مہم کے حوالے سے کوئی پروگرام منعقد کرے اس کی اطلاع حلقہ کو قبل از وقت دی جائے تاکہ فوٹو گرافر کا انتظام کیا جا سکے۔

○ حلقہ خواتین کے پروگراموں کی رپورٹنگ بھی ندائے خلافت میں آنی چاہیئے۔

○ جو نمایاں افراد تنظیم اسلامی میں شامل ہوں ان کی شمولیت کی خبر اخبارات کو بھجوائی جائے۔

نوید صاحب کی طرف سے یہ بات سامنے آئی کہ روزنامہ دن اور ڈان کو خبریں ارسال کرنے کی ڈیوٹی دو رفقاء کے ذمہ لگائی جائے۔ چنانچہ روزنامہ دن کو اطلاعات پہنچانے کی ذمہ داری عبدالمتین مجاہد کو سونپی گئی۔

○ حلقہ خواتین کی رپورٹنگ کی ذمہ داری بھی عبدالمتین مجاہد کے ذمہ لگا دی گئی ہے۔ (رپورٹ : محمد رشید ارشد)

رفقاء اسرہ ایبٹ آباد کی دعوتی سرگرمیاں

۳۰ مئی بروز جمعہ اسرہ ایبٹ آباد کے رفقاء کی تنظیمی میٹنگ ہوئی جس میں ماہ جون کے دوران دعوتی و تربیتی اور تنظیمی اجتماعات کے انعقاد کا شیڈول ترتیب دیا گیا۔ ماہ جون کا پہلا دعوتی اجتماع ۶ جون کو دفتر تنظیم اسلامی منڈیال میں نماز عصر کے بعد ہوا۔ اس پروگرام میں ڈاکٹر صاحب کا سورۂ حم السجدہ کی آیات پر مبنی درس بذریعہ آڈیو کیسٹ سنایا گیا۔

۲۰ جون کو بروز جمعہ مسجد موسیٰ دی ہٹی میں دعوتی اجتماع منعقد ہوا۔ اجتماع جمعہ راقم نے قرآن حکیم کے منتخب نصاب سے سورۂ لقمان کی چند آیات پر درس دیا۔ اس مسجد میں ہر ماہ خطاب جمعہ کا ایک پروگرام منعقد کیا جاتا ہے۔ جس میں کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوتے ہیں اور نہایت توجہ سے درس سنتے ہیں۔

۲۰ جون ہی کو بعد نماز مغرب مسجد جناح آباد میں آیہ بر پر راقم نے درس دیا۔ درس میں شریک احباب نے خواہش ظاہر کی کہ مستقل طور پر بروز جمعہ بعد نماز مغرب درس کا پروگرام رکھا جائے۔ چنانچہ ان کے اصرار پر اب مستقل طور پر اس مسجد میں جمعہ کو درس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس مسجد میں نمازیوں کی اکثریت تعلیم یافتہ افراد پر مشتمل ہے۔

ندائے خلافت کا نیا انداز قابل تعریف ہے۔ صرف دو روپے میں اور بڑی تیزی کے ساتھ ڈاکٹر صاحب، تنظیم کی سرگرمیوں اور ملکی و بین الاقوامی حالات پر تبصرے اور رفقاء کے دعوتی و تربیتی اجتماعات کی رپورٹ آ رہی ہیں۔ "ندائے خلافت" نے تنظیم میں ایک نئی جان ڈال دی ہے۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ دیگر احباب میں بھی ندائے خلافت کو متعارف کرایا جائے۔ (رپورٹ : محمد رشید)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۶، شمارہ ۲۰
سالانہ زرتعاون ۔/۱۲۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ لاہور
مقام اشاعت: ۳۶۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳-۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے ادارت:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ مجیب الحق عاجز
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

ہفتہ رفتہ کی اہم خبریں

غیر سودی معیشت شرعی عدالت کے حکم کے خلاف اپیل واپس لینے کا فیصلہ

وفاقی حکومت نے سپریم کورٹ میں سود کے خاتمے کے لئے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف دائر کی گئی اپیل واپس لینے کی درخواست دائر کر دی ہے۔ حکومت نے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ میں وفاقی شرعی عدالت کے 1991ء کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کی تھی جس میں وفاقی شرعی عدالت نے سودی نظام معیشت کو غیر اسلامی قرار دیتے ہوئے فیصلہ سنایا تھا کہ سودی نظام پر مشتمل پاکستان کے مالیاتی اداروں اور بینکوں کا نظام پاکستان کے آئین کے تحت غیر قانونی ہے۔ شریعت کورٹ نے حکومت کو حکم دیا تھا کہ وہ سود سے پاک معیشت کے لئے فوری طور پر اقدامات کرے اور معاشی نظام کو غیر اسلامی عناصر سے پاک کرے۔ وفاقی حکومت نے شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی۔ سپریم کورٹ کے حکام نے این این آئی کو بتایا کہ شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف دائر کی جانے والی اپیل واپس لینے کی درخواست دائر کی جا چکی ہے لیکن اس کا فیصلہ سپریم کورٹ کا اپیلیٹ بینچ ہی کر سکتا ہے جس کی تشکیل ابھی نہیں کی گئی۔ اس لئے فوری طور پر حکومت کی درخواست کی سماعت ممکن نہیں کیونکہ اس درخواست کی واپسی کا فیصلہ صرف سپریم کورٹ کا شریعت اپیلیٹ بینچ ہی کر سکتا ہے۔ (یکم جولائی' روزنامہ نوائے وقت)

پاک بھارت مذاکرات ڈھونگ ہیں۔ قومی کشمیر کانفرنس

پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ مسئلہ کشمیر پہلے بھی مذاکرات کے ایجنڈے پر تھا اب بھی ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ پاک بھارت مذاکرات اور ان کے نتیجے میں جاری ہونے والے مشترکہ اعلامئے مایوس کن تھے۔ اس میں پاکستان پر بھارت کے خلاف پروپیگنڈہ نہ کرنے پر پابندی عائد کی گئی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ بھارت جو مرضی کرتا رہے پاکستان اس کے خلاف عالمی سطح پر آواز بلند نہیں کرے گا لیکن ہم ایسی کوئی پابندی قبول کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ انہوں نے کہا کہ آزادی کی خاطر لڑنے والے لوگ ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔ ظلم و تشدد ہمیشہ نہیں رہتا اور آزادی کا سورج طلوع ہو کر رہتا ہے۔ کشمیر کے مجاہدوں اور شہیدوں کا خون رائیگاں نہیں جائے گا اور کشمیری ماؤں بہنوں کی آہ و بکا رنگ لائے گی۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ہمارا نعرہ ایک ہی ہے آزادی یا شہادت۔ قاضی حسین احمد نے کہا کہ پاک بھارت مذاکرات ڈھونگ ہیں اور یہ کشمیر کے مسئلہ کو سرد خانے میں ڈالنے اور آزادی کی جدوجہد کو ختم کرنے کے لئے کئے جا رہے ہیں۔ نوابزادہ نصر اللہ نے کہا کہ کشمیر کے بارے میں قوم دو رائے نہیں رکھتی۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات بڑی حیران کن ہے کہ سیکرٹری خارجہ سے وزرائے اعظم تک مذاکرات کا مرحلہ اتنا جلدی طے ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ قیادت قوم کو صحیح صورت حال سے آگاہ نہیں کر رہی۔ انہوں نے کہا کہ بھارتی فوج کے مقبوضہ کشمیر میں جرائم کی تحقیقات کرانے کے لئے ایک ٹربیونل قائم کیا جائے جیسا کہ بوسنیا میں جنگی جرائم کی تحقیقات کے لئے بنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قوم نے حکمرانوں کو کشمیر کا سودا کرنے کے لئے مینڈیٹ نہیں دیا تھا۔ (روزنامہ پاکستان' 28/جون)

اریگیشن بل منظور نہ ہوتا تو ورلڈ بنک امداد منسوخ کر دیتا ○ وزیر اعلیٰ شہباز شریف

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن نے پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینیج اتھارٹی بل (پیڈا) 1997ء کی مخالفت کر کے دراصل کرپشن اور بدعنوانیوں کو جاری رکھنے کی حمایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پیڈا بل اگر پاس نہ کیا جاتا تو ایک ماہ بعد ورلڈ بنک سے ملنے والی 750 ملین ڈالر کی امداد منسوخ ہو جاتی کیونکہ ورلڈ بنک نے آبپاشی کے نظام کو بہتر بنانے کو قرض دینے کی شرط عائد کر رکھی تھی۔ اگر ہم فوری طور پر قانون سازی نہ کرتے تو یہ امداد بھارت یا کسی اور ملک کو مل جاتی۔ انہوں نے کہا کہ کوئی پاکستانی یہ چاہے گا کہ یہ امداد جو 1.5% سود پر مل رہی ہے اور اسے 35 سال کی مدت میں واپس کرنا ہے پاکستان کو نہ ملے۔ (روزنامہ مساوات' 28/جون)

سیاست دانوں' فوج اور خفیہ ایجنسیوں کی قومی حکومت بنائی جائے' ○ بے نظیر بھٹو

پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ اس وقت "گریٹ گیم" کھیلی جا رہی ہے۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد ہمارے ملک کی طاقت میزائل میں نہیں مارکیٹ میں ہے۔ میں پاکستان کی مارکیٹ مضبوط کرنا چاہتی تھی اس لئے حکومت میں نہ رہی اور ہمیں نکال دیا گیا۔ اگر ہم اس گیم کو نہ پہچان سکے تو زہر کی میٹھی گولیاں کھاتے رہیں گے اور احساس اس وقت ہو گا جب ہماری موت سر پر آ جائے گی۔ اس لئے میرا مطالبہ ہے کہ قومی حکومت قائم کی جائے جس میں سب سے اہم جماعتیں شامل ہوں۔ مسلح افواج کے نمائندے ہوں۔ انٹیلی جنس ایجنسیاں بھی ہوں یہ حکومت ملکی بحران کا تجزیہ کرے۔ عوام کو بھوک فاقہ اور تباہی سے بچانے اور قوم کو متحد رکھنے کے لئے راستہ نکالا جائے۔

(روزنامہ جنگ' 29/جون)

عوام نئے ٹیکسوں سے بچ گئے' جنرل سیلز ٹیکس پچپن کی سطح تک بڑھا دیا گیا

وفاقی وزیر خزانہ سینیٹر سرتاج عزیز نے گزشتہ شام قومی اسمبلی میں ٹیکس فری بجٹ پیش کیا۔ سیمنٹ انڈسٹری' ٹی وی' ایئر کنڈیشنر' آڈیو ویڈیو کیسٹ' پولٹری' مشروبات کی صنعت اور ادویات پر جنرل سیلز ٹیکس ختم کر دیا گیا۔ البتہ گاڑی' مکان' بیرونی سفر کرنے اور فون رکھنے والے آمدنی کے گوشوارے لازمی جمع کروائیں گے۔ تنخواہ دار حضرات کو گوشوارے داخل نہیں کرنے پڑیں گے بلکہ مالکان کی طرف سے جاری کردہ سرٹیفکیٹ کو ہی کمشنر انکم ٹیکس قبول کرے گا۔ وزیر خزانہ نے خود تشخیصی نظام کو سادہ اور آسان بنانے کا اعلان کیا اور کہا کہ نئے ٹیکس گزاروں کو بھی خود تشخیصی نظام کی سہولت حاصل رہے گی۔ انکم ٹیکس آفیسروں کے بہت سے صوابدیدی اختیارات ختم کر دیئے گئے ہیں۔ (۱۳ جون' روزنامہ جنگ)